بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۱

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے فی پرچہ ۲؍

تواریخ اشاعت:- ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد (۱) | ۱۴ ماہ اخاء ۱۳۳۱ ہش - ۲۴ ذوالحجہ ۱۳۷۲ھ - ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء | نمبر ۳۰

اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو ماریں کھاؤ اور خوش رہو گالیاں سنو اور شکر کرو

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۱)

"نیکی کو سنوار کر ادا کرو۔ اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔ جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ۔ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں۔ تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک دکھلاؤ۔ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا۔ وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا۔ اور حسرت سے مرے گا۔ اور خدا کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں۔ کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اس کی مخلوق ہے۔ لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے۔ جو اس کو چنتا ہے۔ وہ اس کے پاس آجاتا ہے۔ جو اس کے پاس جاتا ہے۔ جو اس کو عزت دیتا ہے وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔ تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ۔ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۴)

۲- خدا تعالیٰ کا اپنے مقرب بندوں سے پیار

"یقیناً یاد رکھو۔ کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں۔ اور دل اُن کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں۔ انہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ اور وہ ان کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ دنیا صادق کو نہیں دیکھتی۔ پر خدا جو علیم و خبیر ہے صادق کو دیکھ لیتا ہے۔ پس اپنے ہاتھ سے اسکو بچاتا ہے۔ کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوتا ہے۔ اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے۔ اور تمہارے لئے سب کچھ چھوڑتا ہے۔ کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے۔ اور کیا تم اس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو۔ پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار ہے اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے۔ سو اگر تم ایسے وفادار ہو جاؤ گے۔ تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا تعالیٰ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۶)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے امام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ - ۱۱ر اکتوبر - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں:-

" سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بخار میں کمی ہے - لیکن طبیعت ابھی تک علیل ہے "

احباب حضور پُر نور کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں -

اخبارِ قادیان

قادیان ۱۲ر اکتوبر - آج بعد نماز عصر محترمی صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی قادیان سے روانگی کی تقریب عمل میں آئی - نماز عصر کی ادائیگی کے بعد تمام درویشان مکان سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا میں جمع ہوئے - اور صاحبزادہ صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالتے ہوئے سب احباب نے مصافحہ کیا - اور جناب مولوی عبد الرحمن صاحب امیر مقامی کی قیادت میں ہی سب کے ساتھ اپنے محبوب آقا کے محبوب فرزند دلبند کو رخصت کیا -

اس تقریب کا نظارہ بہت ہی درد انگیز اور مسرت خیز تھا - ایک طرف تو سیدنا حضرت امیر المومنین اور افراد اہلِ بیت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے بزرگانِ سلسلہ کی جدائی کا درد آمیز منظر سامنے تھا - اور دوسری طرف محترمی صاحبزادہ صاحب کی شادی خانہ آبادی کی خوشی سے مومنین کے قلوب لبریز تھے - جناب امیر صاحب نے رقت آمیز لہجہ میں خوشی اور غمی کے ان مخلوط جذبات کا اظہار کیا - قرآن کریم کی تلاوت اور دو مختصر نظمیں بھی پڑھی گئیں - اور احباب نے پُر نم آنکھوں سے اپنے اس محبوب اور عزیز ترین درویش کو رخصت کیا -

قادیان کے ریلوے سٹیشن پر بھی بہت سے احباب صاحبزادہ صاحب کو الوداع کہنے کے لئے پہنچے - گاڑی چلتے وقت نعرہ ہائے تکبیر اور احمدیت زندہ باد - حضرت امیر المومنین زندہ باد - اسلام زندہ باد کے نعرے بلند کئے گئے - اور دعا کے ساتھ صاحبزادہ صاحب گاڑی پر سوار ہوئے -

چند احباب بٹالہ اور امرتسر تک بھی صاحبزادہ صاحب کی معیت میں گئے - بٹالہ میں بھی لاریوں کے اڈہ پر نعرہ ہائے تکبیر اور دوسرے نعرے بلند کئے گئے - اور لمبی دعا کے ساتھ رخصت کیا گیا -

خدا تعالیٰ اپنے فضل سے بخیریت سفر کی منازل طے کرنے کی توفیق دے اور خیر و عافیت سے منزل مقصود تک پہنچائے - آمین -

سلامت روی و باز آئی

قادیان مورخہ ۱۲ر اکتوبر یہ خبر نہایت خوشی و مسرت سے سنی جائیگی محترمی صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ابن سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ جو بطور درویش قادیان میں قیام فرما ہیں اور خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قادیان میں نمائندگی فرما رہے ہیں شادی کے لئے چند روز کے واسطے پاکستان تشریف لے گئے ہیں - آپ کا نکاح گزشتہ جلسہ سالانہ پر سیدہ محترمہ امۃ القدوس صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ سے ربوہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا تھا - مورخہ ۱۴ر اکتوبر کو صاحبزادہ صاحب دہلی سے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور پہنچ کر وہاں سے ربوہ تشریف لے جائیں گے - آپ کی واپسی موجودہ آپ کی واپسی موجودہ پروگرام کے مطابق ۲۷ر ماہ حال کو ہوگی - اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی بیگم صاحبہ بھی واپسی میں آپ کے ہمراہ ہوں گی -

خدا تعالیٰ اپنے خاص فضلوں کے سایہ کے نیچے محترم صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو خیر و عافیت سے لے جائے - اور اس مبارک تقریب کو باحسن سرانجام دے کر خیریت سے واپس لائے -

سلامت روی و باز آئی

قادیان میں اِنعامی تقریری مقابلہ

از مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب واقف زندگی مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ

مکرم مولوی برکات احمد صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ سلسلہ احمدیہ قادیان کی تحریک پر مورخہ ۱۱/۱۰/۵۲ کو بعد نماز عشاء ۸ بجے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے زیر صدارت مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ شروع ہوا - اس تقریری مقابلے میں تاریخ اسلامی کے زریں واقعات کے تحت تقاریر ہوئیں - غیر مسلم احباب کو بھی مدعو کیا گیا تھا - اور ہمارے چار جج صاحبان میں سے دو جج بھی غیر مسلم ہی تھے - مقابلہ سے دو ہفتہ قبل سے ہی اس کا بہت اعلان کیا جا رہا تھا - جلسہ کی مختصر روئداد حسب ذیل ہے:-

تلاوت قرآن کریم حافظ جمیل احمد صاحب نے سورہ یوسف کی آیات کی فرمائی - اس کے بعد ایک ہندی نظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنم دن سے متعلق منیف احمد صاحب متعلم تعلیم الاسلام سکول قادیان نے پڑھی - مکرم پروفیسر رادھا کرشن صاحب نے اسے پسند فرمایا اور عزیز موصوف کو دو روپے انعام دیا - بعد ازیں جلسہ اور مندرجہ بالا عنوان سے متعلق تعارفی تقریر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل مہتمم تبلیغ خدام الاحمدیہ نے فرمائی - اس کے بعد تقریری مقابلہ میں حصہ لینے والے مندرجہ ذیل درویشان نے علی الترتیب تقاریر فرمائیں - جن میں حسب پسند تاریخ اسلام کے زریں واقعات بیان کئے:-

ملک بشیر احمد صاحب ناصر - ماسٹر منظور احمد صاحب - مولوی محمد صادق صاحب ناقد - میر رفیع احمد صاحب - مولوی منظور احمد صاحب لکھنوی - محمود احمد صاحب عارف -

جج منٹ کے فرائض مکرم پروفیسر رادھا کرشن صاحب مکرم صوبیدار رام سنگھ - مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل - مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل نے ادا کئے اور ہر چہار جج صاحبان کے متفقہ فیصلہ سے مکرم میر رفیع احمد صاحب اول - مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد دوم اور مکرم ماسٹر منظور احمد صاحب سوم رہے اور اس فیصلے کا اعلان مکرم پروفیسر صاحب نے کیا

اسکے بعد پروفیسر صاحب موصوف نے فرمایا کہ دنیا میں جس کی تقریر میں زور ہوتا ہے وہی طاقتور ہوتا ہے - اور تقریر کا زور دلائل کے زور سے ہوتا ہے اور اچھا مقرر اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والا ہو تو سونے پر سہاگہ والا معاملہ ہوتا ہے - نیز آپ نے ہندی کی ایک رباعی اس بارہ میں سنا کر اس کی تشریح کی - اسکے بعد محترم صدر صاحب نے پہلے مولوی برکات احمد صاحب ناظر امور عامہ قادیان کا شکریہ ادا کیا کہ جن کی تحریک سے یہ جلسہ ہوا - اسکے بعد جملہ مقررین اور سامعین اور کارکنان کا شکریہ ادا کیا - جنہوں نے اس جلسہ کو کامیاب کرنے کی کوشش کی - اسکے بعد صدر محترم نے بیان فرمایا کہ تمام مذاہب کے بزرگان کا مشن ایک ہی رہا کہ دنیا سے برائیوں کو دور کر کے نیکیوں کی طرف لایا جائے اور خود تمام بزرگان اس اصول کا نمونہ رہے ہیں اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بھی اسی رنگ میں رنگین کر دیا اور فرمایا کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم یہ اسی اصول پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے - بعد ازاں [illegible] بعد دعا جلسہ برخاست ہوا - [illegible]

خطبہ عید الاضحیہ

آج کے دن حج کرنے والے بھائیوں کو دیکھ کر ہمارے اندر بھی حج کرنے کا جذبہ و شوق پیدا ہو جانا چاہیئے

جس طرح نماز، زکوٰۃ اور روزے ضروری ہیں اسی طرح حج بھی ایک ضروری فریضہ ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ یکم ستمبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ
مرتبہ سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:-

یہ ہمارے اسلامی سال کی

دوسری عید ہے

اور آج وہ مبارک دن ہے جب خدا تعالےٰ کے بندے جو لاکھوں کی تعداد میں مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے ہیں۔ حج کر کے واپس لوٹ آئے ہیں۔ آج ان میں سے بہت سے لوگ منیٰ سے سواریوں پر جلدی جلدی مکہ مکرمہ کی طرف آ رہے ہیں۔ تاکہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کریں۔ اور طواف کے بعد وہ دو یا تین دن منیٰ میں ٹھہریں گے۔ اور اس کے بعد حج ختم ہو جائے گا۔ یہ عید جو عید الاضحیہ کہلاتی ہے۔ حج کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس عید کا ایک تعلق تو

تاریخی لحاظ سے

اس قربانی سے ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کی کی۔ اور دوسرا تعلق اس کا حج کے ساتھ ہے۔ کہ ان ایام میں لاکھوں لاکھ مسلمانوں کو حج کے لئے جمع ہونے کا موقع ملتا ہے گویا ہم سب کے سارے مسلمان اس خوشی میں عید مناتے ہیں۔ کہ ہمارے کچھ بھائیوں کو

حج کا موقعہ

مل گیا ہے۔ اس عید کا وہ پہلو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم الشان قربانی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ میں ہمیشہ بیان کرتا آیا ہوں۔ آج میں اختصار کے ساتھ اس تعلق کو لیتا ہوں۔ کہ یہ عید اس بات کی خوشی میں ہے۔ کہ ہمارے بعض بھائیوں کو حج کا موقع نصیب ہوا ہے۔ ہماری یہ عید اس خوشی میں ہے کہ مسلمان ابھی مرکز وحدت قائم ہیں۔ ہماری یہ عید اس خوشی میں ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی زندگی کا ثبوت پیش کرنے کے لئے لاکھوں مسلمان آج مکہ مکرمہ میں جمع ہیں۔ ہماری یہ عید اس خوشی میں ہے۔ کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے نمائندے

دین کے مرکز مکہ مکرمہ میں

اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کی عبادت کریں۔ اور اس کے نام کو بلند کریں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو اس عید کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں شاید بسا اوقات یہ باتیں عید منانے والوں کے دلوں سے غائب ہوتی ہیں۔ عید کے دن کو دیکھو تو ہزاروں آدمی چھوٹے چھوٹے قصبات میں بھی اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ وہ عید منائیں۔ ابھی ربوہ کیا چیز ہے۔ ایک نئی آباد ہونے والی چھوٹی سی بستی ہے۔ اس میں بھی ہزاروں آدمی عید کے لئے جمع ہیں۔ اور ان کی خواہش کی انتہا کا اس بات سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اس وقت سینکڑوں عورتیں اور بچے اس قدر شور کر رہے ہیں کہ لوگ خطبہ بھی نہیں سن سکتے۔ گویا عید کیا ہے ایک نشہ ہے جو دماغوں پر طاری ہے۔ ایک مستی ہے۔ جو انسانوں پر چھائی ہوئی ہے۔ عید آگئی عید آگئی مگر کیا چیز آگئی ہے۔ دیکھنے والے کو

یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے

کہ کیا چیز آئی ہے۔ جس سے ہر انسان خوشی سے معمور نظر آتا ہے کیسی جگہ مٹھائیاں بٹ رہی ہیں تو دریافت کیا جائے کہ یہ خوشی کیسی ہے؟ تو لوگ کہتے ہیں۔ "دلہن آگئی ہے۔" اور دلہن ایک ایسی چیز ہے جو ہمیں نظر آتی ہے۔ کسی جگہ پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ اور چھوہارے بٹ رہے ہوتے ہیں۔ لوگ پوچھتے ہیں۔ کیا ہوا؟ تو انہیں کہا جاتا ہے نکاح ہو گیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ کل کو دلہن آئے گی۔ کبھی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ کہ لڑکا پاس ہو گیا ہے۔ اور ہمیں نظر آتا ہے کہ کل وہ لڑکا بی۔ اے نہیں تھا۔ آج بی۔ اے ہو گیا ہے۔ کل وہ لڑکا ایم۔ اے نہیں تھا آج ایم۔ اے ہو گیا ہے۔ کل اس پر بعض نوکریوں کے دروازے بند تھے۔ آج وہ دروازے اس کے لئے کھل گئے ہیں۔ پھر یہ عید کیا چیز ہے؟ ہمیں کوئی چیز نظر آتی چاہیئے۔ لوگ کہہ رہے ہیں۔ عید آگئی عید آگئی لوگ مست ہوتے جا رہے ہیں۔ شور پڑ رہا ہے اور اتنا شور ہے کہ خطبہ بھی سنائی نہیں دے رہا

آخر یہ کیا چیز ہے؟

ظاہر ہے کہ پہلی چیز تو وہی ہے جو میں نے بتائی ہے۔ یعنی ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی قربانی اور اس کا نتیجہ دوسری بات یہ ہے کہ آج کے دن ہمیں دو چیزیں ملتی ہیں جو یا تو کل تک ہمیں نہیں ملی تھیں۔ یا جن کا ہمیں کل تک پتہ نہیں تھا۔ آج کی عید ایک تو یہ خبر لائی ہے کہ پونے چودہ سو سال کے بعد بھی مسلمان اپنے مرکز پر قائم ہیں۔ آج بھی

ساری دنیا کے مسلمانوں کے نمائندے

اس مقام پر گئے ہیں۔ جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے۔ جہاں اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ آج افریقہ سے بھی کچھ مسلمان وہاں گئے ہیں۔ ایشیا سے بھی کچھ مسلمان وہاں گئے ہیں۔ یورپ سے بھی مسلمان وہاں آئے ہیں۔ ابھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آیا امریکہ سے بھی مسلمان حج کے لئے آئے ہیں یا نہیں۔ لیکن وہ زمانہ یقینی طور پر آنے والا ہے کہ امریکہ سے بھی لوگ وہاں آئیں گے۔ اور شاید اس سال بھی بعض مسلمان

امریکہ سے حج کے لئے

آگئے ہوں۔ تاکہ وہ اپنے ملک کو اس الزام سے بچائیں کہ امریکن لوگ حج نہیں کرتے۔ یورپ سے تو بعض مسلمان حج کے لئے آجاتے ہیں۔ خصوصاً مشرقی اور جنوبی یورپ میں مسلمان پائے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک تعداد حج کے لئے بھی آتی ہے بہرحال آج ہمیں خبر ملی ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان پھر ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے ہیں اور انہوں نے پھر اس بات کی شہادت دی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین آج بھی زندہ ہے۔ آپ کے خادم آج بھی آپ کی آواز کو بلند کرنے کے لئے دنیا میں موجود ہیں۔ اور یہ بات ہمارے لئے کتنی خوش کن ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ کے پاس سے کوئی شخص ہمیں ملنے کے لئے آتا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ ہمارے ماں باپ کا کیا حال ہے؟ اگر وہ ان کی خیریت کا پتہ دیتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں الحمد للہ۔ عید بھی ہمارے لئے ایک سندیسہ اور ایک خبر لائی ہے۔ کہ

اسلام کی رگوں میں

اب بھی خون چل رہا ہے۔ اب بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق رکھنے والے لوگ دین کے مرکز مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے اس تعلق کا اعلان کیا ہے جو انہیں آپ سے ہے۔ انہوں اس بات کی شہادت دی ہے کہ چاہے کمزور ہی سہی لیکن آپ کے نام لیوا اب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ تو دیکھو یہ کتنی خوشی کی بات ہے۔ اگر کوئی شخص ہم میں سے کسی کے ماں باپ کی خیریت کی خبر لاتا ہے تو وہ کہتا ہے الحمد للہ تو جب یہ عید ہمارے پاس

اسلام کی زندگی کا ثبوت

لائی ہے۔ تو ہم کیوں نہ سجدوں میں گر جائیں۔ کیوں نہ ہم خدا تعالےٰ کا شکر بجا لائیں۔ کہ ابھی ہماری زندگی کی رگ پھڑک رہی ہے۔ ابھی ہماری قومی زندگی کا سانس چل رہا ہے۔ ابھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کا دم بھرنے والے دنیا میں موجود ہیں۔ ابھی مسلمان وحدت کے مرکز پر قائم ہیں۔

دوسری چیز

جس کی خبر یہ عید لائی ہے۔ وہ حج ہے۔ یہ عید ہمیں بتاتی ہے کہ ہمارے کچھ بھائیوں کو حج نصیب ہوا ہے کسی کے بھائی کا بیاہ ہوتا ہے۔ تو وہ خوش ہوتا ہے کسی کے ہاں بھائی پیدا ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے کسی کی بہن کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا ہے تو وہ خوش ہو جاتا

ہوتا ہے کسی کے بھائی کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا ہے تو وہ خوش ہو رہا ہوتا ہے۔ تم سے اگر کوئی یہ سوال کرے۔ کہ بیٹا تو تمہاری والدہ کے ہاں ہوا ہے۔ تم کیوں ہنس رہے ہو؟ بیٹا تو تمہارے باپ کے ہاں ہوا ہے تم کیوں خوش ہو رہے ہو۔ بیٹا تو تمہاری بہن کے ہاں ہوا ہے۔ تمہیں خوشی کیوں ہے۔ بیٹا تو تمہارے بھائی کے ہاں ہوا ہے یا بیٹا تو تمہارے چچا کے ہاں ہوا ہے۔ تم خواہ مخواہ کیوں ہنس رہے ہو۔ تو تم میں سے ہر ایک یہ جواب دے گا۔ کہ واہ کیا ان کی خوشی میری خوشی نہیں۔ کیا میرے ماں باپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ تو میں ان کی خوشی میں شریک نہیں۔ اگر میں اپنے بھائی کی خوشی میں شریک ہوا ہوں تو کیا وہ میرا بھائی نہیں۔ اگر میری بہن کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے تو میں کیوں خوشی نہ مناؤں؟ کیا وہ میری بہن نہیں؟ اُس کی خوشی کی وجہ سے مجھے کیوں خوشی نہ ہو؟

پس دنیا میں

یہ ثابت شدہ حقیقت ہے

کہ بھائی بھائی کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ ایک بھائی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ تو دوسرا بھائی بھی خوش ہوتا ہے۔ ایک بھائی نجاری کا کام سیکھ رہا ہوتا ہے اور ایک تعلیم حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ میاں اگر تمہارا بھائی بی۔اے ہو گیا ہے تو تم خوش کیوں ہوتے ہو؟ تم نے ساری عمر لکڑیاں چیرنی ہیں۔ ایک بھائی نانبائی کا کام کرتا ہے۔ اور وہ آگ کے سامنے جھلس رہا ہوتا ہے۔ تو دوسرا بھائی ڈاکٹر بن رہا ہوتا ہے یا اپنے عہدے میں ترقی پا رہا ہوتا ہے۔ تو وہ نانبائی بھی اپنے بھائی کی کامیابی پر خوش ہوتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ میاں تمہارے لئے خوشی کی کیا بات ہے تم نے تو آگ میں جھلسنا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ آخر وہ میرا بھائی ہے اور بھائی کی خوشی سے مجھے خوشی ہوتی ہے

بہر حال ہمیں ہر جگہ یہ بات نظر آتی ہے۔ کہ کسی کا عزیز یا دوست کسی بات میں کامیابی حاصل کرتا ہے تو اس کو بھی خوشی ہوتی ہے پس

عید کی دوسری وجہ

یہ ہوئی۔ کہ اگرچہ ہمیں حج نصیب نہیں ہوا لیکن ہمارے کچھ بھائیوں کو حج نصیب ہوا ہے۔ اور جس طرح ایک نانبائی کے بھائی کو ڈگری ملتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اور وہ یہ نہیں کہتا کہ ڈگری میرے بھائی کو ملی ہے مجھے کیا فائدہ۔ ایک نجار اپنے بھائی کی کامیابی یا عہدے میں ترقی پر خوش ہوتا ہے۔ اور یہ نہیں کہتا کہ کامیابی میرے بھائی کو ہوئی ہے یا ترقی میرے بھائی کو ملی ہے مجھے کیا فائدہ۔ اسی طرح آج مسلمان اس لئے عید مناتے ہیں کہ ان کے کچھ بھائیوں کو

حج نصیب ہوا ہے

اور پھر جہاں کسی کو خوشی کا موقعہ ملتا ہے تو وہاں اسکے اندر یہ جذبہ بھی ہوتا ہے کہ مجھے بھی کل کو یہ خوشی نصیب ہو۔ جب انسان اپنے بھائی کی خوشی میں خوش ہوتا ہے تو وہ یہ نہیں کہتا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا بسا اوقات وہ اس کی خوشی میں اس لئے شامل ہوتا ہے کہ وہ یا تو وہ کام کر چکا ہوتا ہے یا اُسے امید ہوتی ہے کہ میں بھی یہ کام کروں۔ جب اسکے بھائی کی کامیابی ہوتی ہے تو وہ یہ نہیں کہتا کہ میرے بھائی کو یہ موقع ملا ہے۔ مجھے یہ موقع نہ ملے۔ بلکہ اسکے اندر یہ جذبہ پنہاں ہوتا ہے کہ یہ چیز مجھے مل چکی ہے یا خدا کرے آئندہ کسی وقت مل جائے۔

پس یہ عید اس طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ کہ اپنے بھائیوں کو دیکھ کر ہمارے اندر بھی

حج کرنے کا جذبہ

پیدا ہونا چاہیئے۔ جہاں اپنے بعض بھائیوں کو حج نصیب ہونے کی خبر سن کر ہم خوش ہوتے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی ہمیں یہ خیال بھی کرنا چاہیئے کہ ہم کیوں حج نہ کریں۔ ہمارے اندر یہ خواہش پیدا ہونی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی حج کا موقعہ دے۔ مگر افسوس کہ حج کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹ گئی ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو حج کے لئے جاتے ہیں۔ اور اس سے ہماری جماعت بھی مستثنیٰ نہیں۔

ہماری جماعت کے افراد

بھی بہت کم تعداد میں حج کے لئے جاتے ہیں حالانکہ حج پر اتنا روپیہ خرچ نہیں ہوتا۔ جتنا روپیہ ہم میں سے بعض زمیندار اپنے بچوں کی شادیوں پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اور اس قسم کے زمیندار جماعت میں سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں آجکل کے حالات کے مطابق جس شخص کے پاس دو مربعے زمین ہے۔ وہ ۵۔۷۔۱۰ ہزار روپیہ سالانہ تک کماتا ہے۔ جب لوگ مشورہ کے لئے آتے ہیں تو کہتے ہیں۔ لڑکی کی شادی کے لئے اتنے ہزار روپیہ جمع کیا ہے اور اس قدر ادھار لے لیا جائے گا۔ وہ زمیندار جن کے پاس دو دو تین تین مربعے ہیں جماعت میں سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ اور وہ سینکڑوں ایسے ہیں جن پر حج فرض ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی پر اس قدر روپیہ خرچ کر دیتا ہے۔ جس سے

بہت کم روپیہ

حج پر خرچ ہوتا ہے اور غیر احمدیوں میں تو اس کی کوئی انتہا نہیں۔ ان میں لاکھوں نہیں کروڑوں لوگ ایسے ہیں۔ جن پر حج فرض ہے۔ لیکن انہوں نے حج نہیں کیا۔ پھر ایسا شخص جس کی تنخواہ چار پانچ سو روپیہ ماہوار ہو۔ اس پر بھی حج فرض ہے۔ اور اس قسم کے آدمی بھی ہماری جماعت میں سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ مگر کتنے ہیں جنہوں نے حج کیا ہے؟ تم بہت کم لوگ ایسے دیکھو گے۔ جن پر حج فرض تھا۔ اور انہوں نے حج کیا۔ جماعت میں سے یہی پانچ۔ دس۔ پندرہ بیس آدمی ہر سال حج کے لئے جاتے ہیں۔ یہ تعداد ایسی نہیں جس کے متعلق یہ خیال کیا جائے کہ کافی ہے۔ بیرون عرب سے

چالیس پچاس ہزار کے قریب

لوگ حج کے لئے جاتے ہیں۔ رپورٹیں تو بہت زیادہ تعداد کی آتی ہیں۔ لیکن ان میں مبالغہ ہوتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان و پاکستان سے ۱۵۔۲۰ ہزار آدمی ہر سال حج کے لئے جاتا ہے۔ دس بیس ہزار آدمی انڈونیشیا سے جاتا ہے۔ ۱۵۔۲۰ ہزار آدمی جنہیں ۵۰ ہزار کہہ دیا جاتا ہے مصر سے حج کے لئے جاتا ہے۔ یہ کل ملا کر پچاس ساٹھ ہزار آدمی ہو جاتا ہے۔ اور لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے قریب شام، عرب اور عراق، اور خود مکہ سے شریک ہوتا ہے۔ اس طرح ڈیڑھ دو لاکھ کی تعداد بن جاتی ہے۔ اور اگر زیادہ کامیابی ہو تو اڑھائی لاکھ کی تعداد حاجیوں کی ہو جاتی ہے۔ لیکن دنیا میں چالیس کروڑ کے قریب مسلمان ہیں۔ اگر سو میں سے ایک آدمی حج کے قابل سمجھا جائے۔ تو

چالیس لاکھ کے قریب

لوگ حج کے قابل بنتے ہیں۔ اور اگر بیس سال کی عمر بھی حج کی سمجھ لی جائے۔ اور یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ انسان کے پاس سفر کے لئے روپے جمع ہوتے ہیں۔ اس کی صحت ایسی ہوتی ہے کہ سفر کرلے۔ تو گویا دو لاکھ آدمی حج کے لئے سالانہ جانا چاہیئے۔ لیکن اتنی تعداد مسلمانوں کی حج کے لئے نہیں جاتی۔ اور جیسا میں نے بتایا ہے مکہ اور عرب والوں کو ملا کر ڈیڑھ دو لاکھ حاجی ہر سال حج کے لئے جاتا ہے۔ جن میں سے بیرون عرب کے صرف

۵۰۔۶۰ ہزار حاجی

ہوتے ہیں۔ اگر پاکستان کو ہی لیا جائے۔ تو اس میں چھ کروڑ سے زیادہ مسلمان ہیں۔ اس طرح لاکھ آدمی حج کے قابل بنتے ہیں۔ اگر بیس سال کی عمر حج کے قابل سمجھ لی جائے۔ تو تقریباً تیس ہزار آدمی سالانہ پاکستان سے حج کے لئے جانا چاہیئے۔ تب کہیں جاکر حج کے قابل آدمی کا حساب پورا ہوتا ہے لیکن جاتے صرف بارہ تیرہ ہزار ہیں پھر بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ جو لوگ پاکستان سے حج کے لئے جاتے ہیں یا جو لوگ افریقہ اور مصر وغیرہ سے حج کے لئے آتے ہیں ان میں سے ۹۰ فیصدی ایسے نہیں ہوتے جن پر حج شرعی طور پر فرض ہوتا ہے۔ ان میں سے ۸۰ فی صدی ایسے ہوتے ہیں۔ جن پر فرض نہیں ہوتا۔ صرف وہ ایمان کی وجہ سے حج کے لئے چلے جاتے ہیں

جس سال میں نے حج کیا ہے

اس سال کا ایک واقعہ ہے۔ ایک آدمی میرے پاس کچھ مدد مانگنے کیلئے آیا۔ میری عمر جوانی کی تھی بعض باتیں جائز ہوتی ہیں لیکن تجربہ کار آدمی منہ پر نہیں لاتا۔ میں نے جوانی کی وجہ سے خیال نہ کیا۔ جب وہ شخص میرے پاس آیا تو میں نے اس سے دریافت کیا کہ اگر تمہارے پاس اخراجات سفر نہیں تھے تو پھر تم حج کے لئے کیوں آئے؟ شریعت کا یہ حکم ہے کہ اگر تمہارے پاس اخراجات سفر ہوں اور پھر اپنی غیر حاضری میں بال بچوں کے گذارہ کے لئے بھی تمہارے پاس روپیہ ہو۔ تو حج کے لئے جاؤ۔ اس لئے اگر تمہارے پاس اخراجات سفر نہیں تھے تو پھر تم حج کے لئے آئے کیوں۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ تم کام کیا کرتے ہو۔ اس نے کہا میں نائی کا کام کرتا ہوں میں جب حج کے لئے چلا۔ تو میرے پاس کافی روپیہ تھا۔ لیکن بعض مشکلات کی وجہ سے

مزید روپیہ کی ضرورت

محسوس ہوئی ہے۔ میں نے جب دریافت کیا کہ تمہارے پاس کتنا روپیہ تھا۔ تو اس نے کہا بمبئی سے جب میں چلا تو میرے پاس پچاس روپے تھے۔ گویا ان دنوں جب حج پر اڑھائی تین سو روپیہ خرچ ہوتا تھا۔ پچاس روپے کی پونجی والا حج کے لئے چل پڑا اور اب بارہ تیرہ سو روپیہ کے قریب حج پر خرچ ہوتا ہے۔ اب بھی پچاس روپے اور کجا اڑھائی تین سو روپے۔ میں نے کہا کہ جب تمہارے پاس اس قدر قلیل رقم تھی۔ تو تم حج کے لئے کیوں چلے؟ تو اس نے کہا میں نے خیال کیا۔ کہ اس قدر روپیہ میرے پاس ہے اور کچھ رستہ میں محنت کر لوں گا۔ چلو دیار محبوب کی زیارت تو کر آؤں۔ لیکن اب واپس جانے کے لئے میرے پاس اخراجات نہیں لیکن دوسری طرف یہ حال ہے کہ جس کے پاس ایک لاکھ روپیہ کی جائیداد ہے وہ بھی حج کے لئے نہیں جاتا شائد اس لئے کہ جتنی زیادہ دولت کسی کے پاس آتی ہے اس کا ایمان کمزور ہوتا جاتا ہے۔

ایک دفعہ ایک مالدار شخص حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا۔ اے استاد مجھے بھی اپنی شاگردی میں لے لیجئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے دیکھا کہ اسکے کپڑے اچھے ہیں۔ آپ نے اسکے حالات دریافت کئے۔ اسکے حالات سے معلوم ہوا کہ وہ ایک لاکھ پتی آدمی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا سوئی کے ناکے میں سے اونٹ کا گذر جانا ممکن ہے لیکن خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں ایک مالدار کا داخل ہونا ممکن نہیں۔ گویا اگر کوئی بیوقوف تم سے کہے کہ سوئی کے ناکے میں سے اونٹ گذر گیا تو تم اس پر اعتبار کر لو لیکن اگر کوئی کہے کہ فلاں مالدار شخص

خدا تعالےٰ کی بادشاہت

میں داخل ہو گیا ہے تو اس پر اعتبار نہ کرو۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس شخص سے کہا۔ جاؤ تمہیں خدا تعالیٰ

کی بادشاہت میں داخل کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ پس جن لوگوں کی حیثیت ہوتی ہے وہ تو حج کے لئے نہیں جاتے اور جن کی حیثیت کچھ نہیں ہوتی وہ حج کے لئے جاتے ہیں۔ اور بارہ تیرہ ہزار آدمی جو پاکستان سے حج کے لئے جاتا ہے۔ اس میں سے درحقیقت پانچ سو یا ہزار آدمی ایسا ہوتا ہے جس پر حج فرض ہوتا ہے۔ پس وہ اندازہ جو میں نے لگایا ہے۔ وہ بھی گھٹانا پڑتا ہے۔ اور درحقیقت حج پر جانے والوں میں سے صرف تین فی صدی وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جن پر حج فرض ہوتا ہے۔ باقی لوگ جو حج کے لئے جاتے ہیں۔ اُن پر حج فرض نہیں ہوتا۔ وہ عاشق ہوتے ہیں جن کے پاؤں میں کانٹے چبھ رہے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ ان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے محض عشق کی وجہ سے جا رہے ہوتے ہیں۔ وہ حج کا فریضہ ادا نہیں کرنے جاتے۔ وہ

عشق کی آواز پر

لبیک کہہ رہے ہوتے ہیں۔ پس یہ عید اس لئے آتی ہے تا ہمارے دلوں کو بیدار کرے۔ اور ہمیں ہمارا فرض یاد دلائے۔ خیر ہمیں یہ بتانے آتی ہے کہ حج کی عبادت تم پر بھی فرض ہے جس طرح نماز ایک ضروری فریضہ ہے۔ جس طرح زکوٰۃ ایک ضروری فریضہ ہے جس طرح روزے ایک ضروری فریضہ ہیں۔ اسی طرح حج بھی ایک ضروری فریضہ ہے۔ لیکن افسوس کہ غیر احمدیوں میں اس فریضہ کا صحیح احساس پایا جاتا ہے۔ اور نہ احمدیوں کو اس کا پورا احساس ہے۔ غیر احمدیوں میں تو یہ لطیفہ بنتا ہے۔ ان کے خطوط آتے ہیں کہ اگر حضرت مرزا صاحب مسلمان تھے۔ تو انہوں نے حج کیوں نہیں کیا۔ پھر اُنکے پہلے خلیفہ نے بھی حج نہیں کیا۔ حالانکہ خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے نہ صرف حج کیا تھا۔ بلکہ دس سال کے قریب مکہ مکرمہ میں رہے اور میں نے بھی حج کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اس قابل نہیں تھی۔ کہ آپ سفر کرتے اور پھر آپ کے لئے رستہ میں امن بھی نہیں تھا۔ اس لئے آپ نے حج نہیں کیا۔ لیکن آپ کی طرف سے ہم نے حج بدل کروا دیا تھا۔ گویا غلو میں دشمنوں نے کمال کر دیا ہے۔

سیالکوٹ میں

ایک بڑے پیر تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ تقریر کی۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اپنے رنگ میں پیش کرتے تھے۔ انہوں نے تقریر میں کہا دیکھو مرزائی اپنی سچائی کے ثبوت میں بڑے بڑے دلائل دیتے ہیں اور علماء میں بحثیں ہوتی ہیں۔ یہ تو مولویوں والی باتیں ہیں۔ میں روحانی آدمی ہوں میں تمہیں موٹی دلیل دیتا ہوں جس سے پتہ لگ جائیگا کہ مرزائی اپنے دعویٰ میں سچے نہیں۔ اور وہ دلیل یہ ہے کہ مرزا صاحب چونکہ دجال ہیں۔ جو شخص مرزائی ہوتا ہے۔ وہ مرتاد سخت بے ایمان ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس کا رنگ کالا کر دیتا ہے تم کوئی مرزائی دیکھ لو۔ اس کا رنگ کالا ہو گا۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہو گا کہ

خدا تعالیٰ کی لعنت

ان پر پڑتی ہے۔ پیر صاحب کی ایک آنکھ میں نقص تھا۔ اس مجلس میں ایک احمدی مدرس بھی بیٹھے تھے۔ انہیں غصہ آگیا۔ ان کا رنگ بہت سفید تھا۔ پیر صاحب سے بھی زیادہ جن کا رنگ بھی سفید تھا مگر اس احمدی کے برابر نہیں۔ وہ احمدی مدرس کھڑے ہو گئے۔ اور کہا میں ایک احمدی ہوں۔ آپ اپنے مریدوں سے پوچھ لیں کہ میں زیادہ گورا ہوں یا آپ زیادہ گورے ہیں پھر آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دجال کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اب دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن آپ ایک آنکھ سے کانے ہیں۔ اور دجال کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ وہ ایک آنکھ سے کانا ہو گا۔ اس پر پیر صاحب کے مریدوں نے اس احمدی دوست کو مارنا شروع کر دیا۔ اور اُسے خوب پیٹا۔ اُس نے پیر صاحب اور اُس کے مریدوں کے خلاف نالش کر دی پیر صاحب بہت گھبرائے کہ وہ زمانہ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ

کا تھا۔ میں اس وقت کوئی اکیس سال کا تھا۔ لاہور گیا ہوا تھا۔ جب میں واپس قادیان جا رہا تھا۔ تو اتفاقاً جس کمپارٹمنٹ میں میں بیٹھا تھا اس میں وہ پیر صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بڑے جہاندیدہ آدمی تھے۔ انہوں نے کرید کرید کر پتہ لے لیا کہ میں کون ہوں۔ اور جھٹ قلم کاغذ منگوایا۔ اور کہا۔ ایک مرزائی نے کسی شخص پر نالش کی ہے۔ اور اب دونوں طرف سے جھوٹ بولا جائے گا۔ اور ایمان خراب ہو گا میں ڈرتا ہوں۔ کہ ایسا نہ ہو کہ فریقین میں سے کوئی اس میں پھنس جائے۔ اس لئے آپ احمدی کو چٹھی لکھ دیں۔ کہ وہ مقدمہ واپس لے لے۔ میں نے کہا۔ مرزائی تو جھوٹ نہیں بولتے اس لئے ان کا ایمان خراب نہیں ہوتا۔ اگر دوسرے فریق کو علم ہے کہ جھوٹ بولنے سے ایمان خراب ہوتا ہے تو وہ جھوٹ کیوں بولے گا۔ واپس آکر میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کو یہ واقعہ سنایا۔ تو آپ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں خدا تعالیٰ نے موقعہ دیا تھا کہ تم احمدیت کے ایک

دشمن کو ممنون احسان کر لیتے

لیکن تم نے یہ موقعہ ضائع کر دیا تمہیں چاہیئے تھا کہ ضرور رقعہ لکھ دیتے۔ میں نے کہا مجھے قانون کا علم نہیں تھا میں نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ وہ احمدی دوست میری اس تحریر کی وجہ سے کسی مصیبت میں پھنس جائیں۔ وہ پیر صاحب یہ بھی کہا کرتے تھے۔ کہ مرزائی حج کو نہیں جاتے۔ اور نہ وہ حج کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دجال خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ دیکھو مرزا صاحب نے حج نہیں کیا۔ اور نہ ان کے مرید کرتے ہیں۔ اس بات کا اظہار انہوں نے جس مجلس میں کیا تھا اس میں سرگودہا کے ایک احمدی بیٹھے ہوئے تھے۔ جنہوں نے حج کیا ہوا تھا۔ اتفاق سے جب وہ احمدی دوست عرفات میں کھڑے تھے تو وہ پیر صاحب بھی وہیں تھے۔ انہیں جگہ نہیں ملی تھی۔ پاس ہی پتھروں کی ایک منڈیر تھی۔ جس پر وہ احمدی دوست کھڑے تھے

اُس احمدی دوست نے

پیر صاحب کو ان پتھروں پر سہارا دیکر بٹھا دیا اور خود نیچے اُتر آئے تھے۔ جب پیر صاحب نے یہ کہا کہ مرزائی حج نہیں کرتے۔ مرزائی دجالی ہیں۔ اور دجال خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتا تو اس احمدی دوست نے کہا۔ آپ کو تو وہاں جگہ بھی ایک احمدی نے دی تھی۔

غرض اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ دشمن جھوٹ کو انتہا تک لے جاتا ہے۔ لیکن اس حقیقت کو چھپایا نہیں جا سکتا کہ فریضۂ حج کو جماعت احمدیہ بھی پوری طرح ادا نہیں کر رہی تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ باقی مسلمان بھی تو اس کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں۔ کیونکہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ جو نقائص اور بری باتیں مسلمانوں میں پیدا ہو گئی تھیں۔ ہم انہیں مٹانے آئے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

احمدیوں کی مساجد

غیر احمدیوں کی مساجد سے زیادہ آباد ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض احمدیوں میں سستی بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ سستی اس رنگ میں ہے۔ کہ وہ مسجد میں نماز ادا کرنے میں باقاعدہ نہیں ویسے وہ نماز پڑھتے ہیں۔ اور شاذ ہی کوئی احمدی ایسا نکلے۔ جو نماز میں سست ہو۔ اکثر حصہ نماز پڑھے گا۔ روزہ میں بھی احمدی اچھے ہیں۔ گو خواہ رسماً ہی سہی۔ غیر احمدیوں میں بھی روزہ اچھا ہے۔ اس میں ہم اُن پر الزام نہیں لگا سکتے۔ زکوٰۃ میں احمدی بہت زیادہ اچھے ہیں دوسرے مسلمانوں میں اس فریضہ کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ پس چاروں ارکان عبادت میں سے روزہ میں تو ہم فضیلت کا دعویٰ نہیں کر سکتے ہاں تھوڑا بہت فرق ہو تو کوئی بات نہیں لیکن نماز اور زکوٰۃ میں احمدیوں کا پلہ یقیناً بھاری ہے اور اس بارہ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں میں

نمایاں فرق ہے

لیکن حج میں بظاہر کوئی فرق نہیں۔ حالانکہ ہمارا فرض آدھی اصلاح کرنا نہیں بلکہ پوری اصلاح کرنا ہے جب تک روزے اور حج میں بھی احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں نمایاں فرق نظر نہ آئے۔ اُس وقت تک ہم پوری اصلاح کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ احمدی روزہ میں آوارگیاں نہیں کرتے گالی گلوچ نہیں کرتے۔ قرآن کریم کا درس سنتے ہیں۔ پھر نسبتاً زیادہ روزے رکھتے ہیں۔ لیکن کوئی نمایاں فرق نہیں۔ یہاں بھی رپورٹیں ایسی آتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض

نوجوان روزے نہیں رکھتے

ہمارے خاندان کے بعض لوگ بھی روزے نہیں رکھتے اور خرابی صحت کا عذر کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح ڈاکٹر بھی اس گناہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر اس بارہ میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ بہر حال حقیقت یہی ہے۔ کہ احمدیوں میں سے بھی ایک طبقہ ایسا ہے جو روزے نہیں رکھتا۔ حالانکہ ان کی عمر اور صحت ایسی نہیں ہوتی کہ وہ روزے نہ رکھ سکیں۔ کمزوری اور چیز ہے۔ اور ترک اور چیز ہے۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھتا ہے۔ لیکن وہ باوجود طاقت کے مسجد میں نہیں جاتا۔ تو ہم اُسے کمزور کہیں گے۔ تارک نہیں کہیں گے۔ کیونکہ اُس نے نماز چھوڑی نہیں اس طرح اگر کوئی شخص روزہ میں احتیاط نہیں کرتا وہ گالی گلوچ سے کام لیتا ہے۔ یا کسی سے لڑپڑتا ہے۔ تو اس کو کمزور کہیں گے۔ اس کو روزے کا تارک نہیں کہیں گے۔ تارک اُسے کہتے ہیں۔ جو باوجود طاقت کے روزہ رکھنے سے انکار کر دیتا ہے۔ آخر وہ بیماریاں جو ہمارے اندر ہیں۔ کیا صحابہؓ کے اندر نہیں تھیں؟

صحابہؓ میں

کیوں ایسی بیماریاں نہیں تھیں۔ تم لوگ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پیش کر دیتے ہو۔ پھر کھاتے پیتے ہو۔ شکار کرتے ہو۔ سیر کرتے ہو۔ کیا صحابہؓ اور قسم کے انسان تھے۔ اور تم اور قسم کے انسان ہو۔ ان میں اور تم میں صرف یہ فرق ہے کہ تم بہانے بناتے ہو۔ وہ بہانے نہیں بناتے تھے۔ اس لئے اس قسم کے استثناء ان میں نظر نہیں آتے۔ اسی طرح حج کے متعلق مختلف بہانے بنا دیئے جاتے ہیں۔ ہمیں اسکے متعلق سوچنا چاہیئے اور اپنے اپنے محلہ میں دیکھنا چاہیئے۔ کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جن پر حج فرض ہے۔ اور انہوں نے حج کیا ہے۔ پھر دیکھو کتنے لوگ مکان بنا رہے ہیں۔ ہجرت کے چار سال کے بعد ہی کئی مہاجرین نئے مکان بنا رہے ہیں۔ پیچھے چھوڑے ہوئے سامان کے متعلق جو رپورٹیں وہ گورنمنٹ کو دیتے ہیں اُن میں سے کوئی دو لاکھ کی ہوتی ہے۔ کوئی تین لاکھ کی ہوتی ہے۔ اگر

یہ بات صحیح ہے

کہ ان کی جائداد اس قدر تھی کہ انہوں نے حج کیوں نہیں کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ دلوں میں حج کی وہ عظمت نہیں رہی جو ایک سچے مسلمان کے دل میں ہونی چاہیئے! اور افسوس کہ احمدیوں نے بھی اس طرف توجہ نہیں کی اب اس عید سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے دلوں میں حج کی عظمت پیدا کرو اور زیادہ سے زیادہ حج کیلئے جاؤ تا کہ حج کی غرض پوری ہو اور مقصد جو خدا تعالیٰ کا منشاء ہے وہ پورا ہو اور جو لوگ حج کیلئے جائیں ان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کیساتھ مل کر اسباب پر غور کریں کہ آج باوجود اتنی تعداد میں ہونے کے مسلمان آزاد کیوں نہیں۔ مسلمان منظم کیوں نہیں وہ اسلام کو اس کی پہلی شان پر لے جانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے وہ ان ذرائع پر غور کیوں نہیں کرتے جن سے اسلام کو پہلی شان حاصل ہو۔ اگر مسلمان غور کریں گے تو انہیں احمدیت کے سوا کوئی اور جگہ نظر نہیں آئیگی

احمدیت کے اصول

ہی ایسے ہیں جن پر عمل کر کے ہم اسلام کی وہی شان دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں جو اسے پہلے حاصل تھی۔ صرف پاکستان گورنمنٹ کا یہ کہہ دینا کہ احمدی جماعت کے سرکاری آفیسرز اپنے اپنے محکمے کے لوگوں کو تبلیغ کرتے ہیں درست نہیں۔ اگر یہ بات تھی تو ان کا فرض تھا کہ وہ اس کا ثبوت دیتے کہ فلاں افسر کے ذریعہ سے فلاں محکمے کے اتنے لوگ احمدی ہو گئے ہیں محض مولویوں نے یہ بات کہی اور حکومت نے یہ خیال کر کے کہ وہ ان کے بزرگ ہیں اور ہمیشہ سچ ہی بولتے ہیں ان پر اعتبار کر لیا۔ حالانکہ وہ جھوٹ بولکر سچ نہیں ہو جاتے وہ زیادہ خطرناک گناہ ہیں جانتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ احمدیت وہ چیز پیش کرتی ہے کہ جب انسان خالی بالطبع ہو کر اس پر غور کریگا تو وہ ضرور ایمان لے آئیگا جن عقائد اور تعلیموں کو احمدیت پیش کرتی ہے اگر انسان تعصب کی پٹی اتار کر ان پر غور کرے گا تو وہ احمدی ہو جانے پر مجبور ہو گا۔

یہی وجہ ہے

کہ مولوی کہتے ہیں کہ احمدیوں کی باتیں نہیں سننی چاہئیں بلکہ احمدیوں کو پتھر مارو کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب ایک مسلمان خالی بالطبع ہو کر احمدیت پر غور کرے گا تو اس پر ان کی دلیل کارگر نہ ہوگی۔ احمدیوں کے دلائل کے مقابلہ میں ان کی دی ہوئی دلیل کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اس لئے وہ اس بات کی جرأت نہیں رکھتے کہ وہ دوسروں کو احمدیوں کی باتیں سننے دیں کبھی وہ گورنمنٹ کے آگے ناک رگڑتے ہیں کبھی وہ پبلک کو احمدیوں کا بائیکاٹ کرنے پر اکساتے ہیں کبھی وہ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ جو شخص احمدیوں کی باتیں سنے گا وہ کافر ہو جائیگا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ احمدیت کی تعلیم جب بھی مسلمانوں کے سامنے آئے گی ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ احمدیت قبول کر لیں گے اس میں شک نہیں کہ ہزار وقت ایسے آتے ہیں جب دلیل ضائع ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی انسان پر کچھ نہ کچھ بیداری آتی ہے اور اس کے دل کی کھڑکی کھلتی ہے۔ وہ سچائی کو قبول کر لیتا ہے آخر وہ لوگ بھی تھے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پہلے دن ایمان لائے۔ جیسے حضرت ابوبکرؓ حضرت خدیجہؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت زیدؓ اور وہ لوگ بھی تھے جو بیسیوں سال ایمان لائے۔ جیسے حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عمروؓ بن عاص۔ بے شک جو عقل خالدؓ میں بیسویں سال تھی وہی پہلے سال بھی تھی لیکن فرق یہ تھا کہ پہلے سال ان کے دل کی کھڑکیاں نہیں کھلی تھیں۔ حضرت عمروؓ بن عاص میں بھی عقل تھی جو انہیں پہلے سال مسلمان بنا سکتی تھی لیکن ان کے دل کی کھڑکیاں ابھی نہیں کھلی تھیں حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت خدیجہؓ حضرت علیؓ اور زیدؓ کی کھڑکیاں کھلی تھیں اس لئے وہ پہلے دن ایمان لے آئے۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نے جب فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا ہوں تو ان سب نے آمنا و صدقنا کہا۔ لیکن کچھ لوگوں کی کھڑکیاں سال بعد کھلیں۔ کچھ لوگوں کی کھڑکیاں دو سال بعد کھلیں۔ کچھ لوگوں کی کھڑکیاں چار سال بعد کھلیں اور بعض لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب ایمان لائے۔

پس کھڑکی کھلنے کی بات ہے۔ ورنہ یہ یقینی بات ہے کہ جب کسی کی کھڑکی کھلے گی وہ احمدیت قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ جس طرح مولویوں نے

اسلام کی شکل کو بگاڑ کر

پیش کیا ہے۔ کوئی مسلمان خالی بالطبع ہو کر اسے مان نہیں سکتا۔ جو اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا ہے۔ جو تشریح قرآن کریم اور حدیث کی آپ نے پیش کی ہے وہی ہے جسے دنیا آرام اور خوشی سے مان سکتی ہے۔ باقی تشریحیں جو مولوی کرتے ہیں وہ ڈنڈے سے تو منوائی جا سکتی ہیں عقل سے نہیں منوائی جا سکتیں۔

اب میں

دعا کر دیتا ہوں

کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب کرے انہیں سعادت نصیب کرے۔ خدا تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ جس طرح وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر حج کیلئے گئے ہیں خدا تعالیٰ ابھی انہیں اپنا بنا لے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا سچا قرب حاصل کر سکیں۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو حج کی توفیق عطا فرمائے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مولد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتھایا ہوا گھر وہ عزت اور شوکت حاصل کرے جس کا وہ مستحق ہے۔ مسلمان اپنے گھروں میں بھی سب سے زیادہ مومن سب سے زیادہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اطاعت گذار اور آپؐ کے فرمانبردار ہوں اور سب سے زیادہ آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہوں۔ ان میں ایمان ہو۔ تقویٰ ہو۔ پرہیزگاری ہو۔ سعادت ہو۔ ان کی ہر بات خدا تعالیٰ کو یاد دلانے والی ہو ان کا ایک ایک لفظ خدا تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرنیوالا ہو اور اسلام کو وہ شوکت حاصل ہو جس کا وہ مستحق ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ مکہ کے رہنے والے اسلام کی صحیح خدمت کرنیوالے ہوں۔ اللہ تعالیٰ چاروں طرف سے ان کے لئے رزق جمع کرے۔ وہ کسی کے محتاج نہ ہوں انہیں سوال کی عادت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر قسم کی احتیاج کو دور کرے۔ ان کی کمینگی اور ذلت جاتی رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں طیب اور فراوان رزق بہم پہنچائے۔ وہ حج کے لئے جانے والوں سے ہمیشہ محبت رکھنے والے ان کے سچے خدمتگار اور معلم ثابت ہوں۔ پھر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو حج کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم میں سے جن کو حج نصیب نہیں ہوا وہ بھی حج کریں۔

تقویٰ اور پرہیزگاری

سے حج کریں۔ اور ایک ولولہ اور شوق سے کریں۔ جس ایمان سے وہ حج کے لئے جائیں۔ اس سے ہزار گنا ایمان کے ساتھ وہ واپس آئیں۔ اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرے۔ اور کفر و ضلالت کو مٹا دے۔ باتوں کو بگاڑ کر پیش کرنے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کو تباہ کرے اور لوگوں کو ان کے پنجہ سے نکالے تا وہ سچے متقی اور پرہیزگار بن جائیں۔ وہ صالح ہو جائیں وہ شہید ہو جائیں۔ وہ صدیق ہو جائیں اور جب کبھی بھی اسلام مامورین کا محتاج ہو وہ اس میں ظاہر ہوتے رہیں اور مسلمانوں کے اندر

ایسی نیکی پیدا ہو

کہ ان کو دیکھ کر خدا تعالیٰ سے نفرت کی بجائے خدا تعالیٰ سے محبت پیدا ہو اور لوگ مسلمانوں کے مذہب کی طرف خود بخود کھنچے چلے آئیں۔

(الفضل)

"ہندو اخبار جالندھر کا گھور انیائے"

(از مکرم مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ پاکستان)

گذشتہ ایام میں امرت پتریکا پریاگ نے ایک مضمون میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں ایسے ناپاک اور گندے الفاظ لکھے جن کو پڑھ کر مسلمانان عالم میں ایک سخت ہیجان اور اضطراب پیدا ہو گیا بھارتیہ مسلمانوں نے بھی اس کے خلاف سخت احتجاج کیا اور ہر جگہ جلسے کر کے ایڈیٹر کے خلاف نفرت کا اظہار کیا اور بھارتیہ حکومت سے استدعا کی کہ وہ ایڈیٹر کے خلاف مقدمہ چلا کر اس کے ایڈیٹر کو سخت سزا دے تا کہ آئندہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ وہ کسی کے مقدس، دھارمک نیتا پر گندے حملے کرے۔ اس میں شک نہیں کہ بھارت کی اکثریت نے مسلمانوں سے اس معاملہ میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ایڈیٹر امرت پتریکا کے خلاف سخت نفرت کا اظہار کیا۔ اور اس کے اس فعل سے اپنی برأت ظاہر کی۔ لیکن بعض ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو کہ مسلمانوں کے ہر جائز مطالبہ کو بھی عینک سے دیکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک مہاشہ ہندو جالندھر کے ایڈیٹر ہیں انہوں نے اپنے اخبار میں ایک نوٹ "مورکھ منتر" کے نام سے دیا ہے۔ اس نوٹ میں آپ نے ایڈیٹر صاحب بدر قادیان کو محض اس لئے یہ اپادھی دی ہے۔ کہ انہوں نے وہ تمام الفاظ آپ نے اخبار میں دیئے تھے جو کہ امرت پتریکا پریاگ کے ایڈیٹر نے لکھے تھے۔ سچ ہے پہلوان مارتے بھی اور رونے بھی نہ دے۔

جبتک وہ الفاظ جو کہ شری ایڈیٹر صاحب بدر نے اخبارات میں نہیں دیئے تھے تو ہندو اخبارات یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے وہ الفاظ پڑھے ہیں وہ ایسے نہیں کہ جن سے مسلمانوں کی دلآزاری ہو چنانچہ ایڈیٹر صاحب ویر بھارت ۳۱ جولائی ۱۹۵۲ء کے ایڈیٹوریل میں لکھتے ہیں۔ کہ لکھنؤ کے مسلمانوں کا ایک وفد نائب وزیر اعظم یو۔پی سے ملا اور اسکے متعلق احتجاج کیا۔ نائب وزیر اعظم مہاشہ نے کہا کہ میں نے وہ الفاظ دیکھے ہیں وہ ایسے نہیں کہ اس سے ہتک مقصود ہو۔ یہ بات محض مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے لئے پھیلائی گئی ہے۔

پھر وشوا متر دہلی نے لکھا ہے کہ ہم ہرگز پسند نہیں کرتے کہ کسی کے دھرم نیتاؤں کو برے شبدوں سے یاد کیا جائے اور جو وکیتی ایسا کرتا ہے ہم اس سے پرتی نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ پرنتو جہاں تک امرت پتریکا کے مضمون کا تعلق ہے ہم نے بڑے غور سے دیکھا ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے مسلمان بھائیوں کی دلآزاری ہو۔" ۱۲ اگست ۱۹۵۲ء

جب ہندو اخبارات کے ان مضامین کو محترم ایڈیٹر صاحب بدر نے دیکھا تو انہوں نے وہ الفاظ نقل کر کے عوام سے اپیل کی کہ کیا یہ ایسے شبد نہیں ہیں کہ جن کے پرتی گھور نندا کی جائے اور مسلمان اسکے خلاف نفرت کا اظہار کرنے میں حق بجانب تھے۔ یہ تھا ایڈیٹر صاحب بدر کا اپرادھ جسکی وجہ سے انکو "مورکھ منتر" کی اپادھی دی گئی ہے۔ اس پر زیادہ نہیں کہنا چاہتا پرنتو عرض کر دینا ضروری ہے کہ ایڈیٹر صاحب ہندو کو مہاراجہ بھوج کے ان شبدوں کو یاد کرنا چاہیئے جو کہ انہوں نے اپنے چچا منج کو لکھے تھے۔ اور جن کو پڑھ کر مہاراجہ منج رو پڑے تھے۔

تفقہ فی الدین کی ضرورت

از مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم بمبئی ۔

ہماری جماعت کا منبع اللہ تعالیٰ نے ہماری روحانیت کے ساتھ وابستہ فرما رکھا ہے ۔ ہماری مثال دنیوی جماعتوں کی طرح نہیں ۔ جو مادی ذرائع پر اپنی کامیابی کا انحصار رکھتی ہیں ۔ چنانچہ ہماری بنیادی اینٹ جس اصل پر رکھی گئی ہے ۔ وہ یہی ہے کہ "ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے" ۔ یہ وہ مرکزی نقطہ ہے جس کے اردگرد ہمارے ہر شعبہ زندگی کی مساعی کو چکر لگانا چاہیئے ۔ اور ہمیں ہمیشہ اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے کہ آیا ہماری زندگی اسی اصول کے مطابق گذر رہی ہے یا نہیں ۔

انفرادی و قومی اصلاح

یہ نصب العین انفرادی اور قومی دونوں حیثیتیں رکھتا ہے ۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ہمارے اندر نمایاں شخصیتیں رکھنے والے صحابہ ۔ اولیا ۔ قطب ۔ ابدال رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اظلال بکثرت ہوں ۔ اور قومی لحاظ سے جو مقام اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمایا ہے ۔ یعنی بحیثیت آخری زمانہ کے لوگ ہونیکے اور صحابہ کے مثیل ہونے کے ۔ اس خیر و برکت سے بھری ہوئی بارش کی طرح اپنے آپ کو جانیں کہ ہم میں اور اُمت کے پہلے حصہ میں تمیز نہ ہو سکے ۔ یعنی ہم قومی لحاظ سے رضی اللہ عنہم و رضو عنہ کا مقام پالیں ۔ تا پھر ہمارے متعلق بھی یہ حدیث صادق آئے ۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم ۔ یعنی میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی طرح ہے ۔ ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے ۔ اور یہی قومی ترقی کی انتہا ہے ۔

ہمارا دائرہ تبلیغ

کسی نبی کا دائرہ تبلیغ اتنا وسیع نہ تھا جتنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مگر اس کی تکمیل اب تک زمعلومہ دنیا میں ہوئی ۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے زمین کے کناروں تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو پھیلانا مقدر فرما دیا ہے ۔ اب لامحالہ اتنے وسیع تبلیغی پروگرام کی تکمیل کے لئے ہمارے اندر دیر تک روحانیت کا قائم رہنا ضروری ہے

تربیت کی ضرورت

ہمارے مقصد کے حصول کے لئے ہمیں جتنی روحانیت کی ضرورت ہے وہ بلا تربیت حاصل نہیں ہو سکتی ۔ نام کے احمدی کہلانے سے یہ مقصد ہزاروں سال میں بھی حاصل نہیں کر سکتے ۔ ہمیں بفضلہ تعلیم و تربیت کے تمام ذرائع حاصل ہیں ۔ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ اب حالات نے جو کروٹ بدلی ہے اُس کے ساتھ ہی ہم بھی کروٹ بدلیں ۔ ہم براہ راست جو برکات اپنے خلیفہ وقت اور فعال مرکز سے حاصل کیا کرتے تھے ۔ وہ برکات اب سرزمین ہند سے باہر چلی گئی ہیں ۔ البتہ جو برکات ہمارے دائمی مرکز سے وابستہ ہیں ۔ وہ ہمارے پاس موجود ہیں ہم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے تربیت یافتہ صحابہؓ کی صحبت سے بھی محروم ہو گئے ہیں ۔ ملک کی تقسیم سے قبل یہ نعمت دنیائے احمدیت کی جماعتوں میں سے صرف ہندوستان کو میسر تھی ۔ اب اُن میں سے بہت سے وجود اس خطہ میں موجود نہیں ۔ خیر یہ چیزیں ہمارے فرائض کی انجام دہی سے تعلق نہیں رکھتیں ۔ بلکہ ایک لحاظ سے ہماری شامتِ اعمال کا ہی نتیجہ ہیں ۔ کہ ہم نے ان وجودوں کی موجودگی میں ان سے پورا فائدہ نہ اُٹھایا ۔ چنانچہ اب وہ نعمت خدا نے ہم سے چھین کر دوسروں کو دے دی ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی خالی نہیں چھوڑا ۔ ہمیں کام کرنے کا وہ موقع میسر ہے کہ بلاشبہ مسیحِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ فرمان آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ۔

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے ۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو ۔ اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں ۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں ۔" (الوصیت) اللھم اجعلنا منھم آمین

قرآنی لائحہ عمل پر چلنے کی ضرورت

قرآن مجید ہمیں تلقین کرتا ہے کہ ہم تربیت سے غافل نہ ہوں ۔ ورنہ جو قوم تعلیم و تربیت کے فریضہ سے غافل ہو جاتی ہے ۔ وہ اپنے جوہر کو کھو بیٹھتی ہے ۔ اُن کے پاس صرف نام باقی رہ جاتا ہے ۔ چنانچہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا جوہر ہمارے اندر تادیر باقی رہے اور وہ برائے نام نہ ہو بلکہ تفسیری اور عملی زبان میں وہ ہمارے وجودوں سے انفرادی اور قومی لحاظ سے متحقق ثابت ہو ۔ تو ہمیں قرآن مجید کی اس حکیمانہ تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے اللہ جلشانہٗ فرماتے ہیں :-

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

(توبہ)

پس ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر بڑے فرقے میں سے ایک چھوٹا گروہ نکل کھڑا ہو ۔ تاکہ وہ دین میں تفقہ پیدا کریں ۔ تاکہ جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹیں تو ان کو خبردار کر کے یا ہوشیار کر کے بچا سکیں ۔

ایک ہی معقول طریق قرآن مجید نے "تفقہ فی الدین" پیدا کر کے لوگوں کو تباہی سے بچانے کا تعلیم فرمایا ہے ۔ کاش کہ اگر مسلمان اس طریق پر عمل پیرا ہوتے تو اس زبوں حالی کو نہ پہنچتے ۔ آج ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک مرکز اور ایک ہاتھ پر جمع کر کے اس ارشاد پر عمل کرنے کے لئے سہولت مہیا فرما دی ہے ۔ کاش کہ ہم اس سے غافل نہ ہوں ۔ اور ہمیشہ ہمارے اندر یہ احساس زندہ رہے کہ ہم اپنے نظام سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جماعت کے ہر حصہ کی نگرانی اور تربیت کیلئے کوشاں ہو جائیں جہاں جہاں جیسے جیسے حالات ہوں مقامی لوگوں کی ترغیب و ترہیب سے اس فریضہ کی طرف متوجہ کریں ۔ اگر جماعتیں آج بھی اپنا محاسبہ کر کے اس طور سے اپنے افراد کی تعلیم و تربیت کی فکر کریں اور جدوجہد شروع کر دیں ۔ تو بہت جلد جاری کایا پلٹ سکتی ہے ۔ جب تک ہر دل سے احمدیت کی محبت دریا کی طرح یا سمندر کی طرح ٹھاٹھیں نہ مارے گی کہاں تبلیغ کے لئے یا ماریں کھانے کے لئے اور ہر قربانی کرنے کے لئے وارفتگی پیدا ہو سکتی ہے ۔ اسی لئے قرآن کریم نے تجویز کیا کہ پہلے تفقہ پیدا کرو ۔ پھر ان لوگوں کے اندر دین کی خدمت کا اور بنی نوع انسان کو تباہی سے بچانے کا خود احساس زندہ ہو جاوے گا اور وہ اپنے کام میں ہمہ تن مصروف ہو جاویں گے ۔

مرکز اور تربیت

تربیت کے لئے سب سے بہتر جگہ مرکز ہی ہوتا ہے ، قرآن مجید نے بھی مرکز کو ماں سے مشابہت دی ہے اور مامور یا اُسکے خلفاء سے براہ راست تربیت پانے والے وجود بھی مرکز میں ہی زیادہ ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی لئے مرکز بار بار آنے پر زور دیا ہے ۔ یہ بات مشاہدہ میں بھی بار بار آچکی ہے کہ جو لوگ مرکز سے بے نیاز اور غافل رہتے ہیں وہ دوسروں کی نسبت بہت کمزور واقع ہوئے ہیں ۔ اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

"کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ اُن کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور اُن کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو ۔ اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جاویں ۔ اور انکساری اور تواضع اور راستبازی اُن میں پیدا ہو ۔ اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں "

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں ۔

"دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبائعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں ۔ اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں ۔ کیونکہ موت کا اعتبار نہیں ۔ میرے دیکھنے میں مبائعین کو فائدہ ہے ۔ مگر مجھے حقیقی طور پر وہ دیکھتا ہے ۔ جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے ۔ اور فقط دین کو چاہتا ہے ۔ سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے ۔ کسی جلسہ پر موقوف نہیں ۔ بلکہ دوسرے وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے باتیں کر سکتے ہیں ۔" (اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۳ء)

چنانچہ ہمیں چاہیئے کہ بیرونی جماعتوں میں بھی مرکز کی روح پیدا کر کے انہیں مرکز کا قائمقام یا نائب مرکز کے طور پر بناتے چلے جاویں یعنی جگہ جگہ مرکز کے اظلال مرکز بناتے جاویں ۔ پھر اسی پر اکتفاء نہ کریں ۔ بلکہ چاہیئے کہ چپہ چپہ میں ہمارا مرکز ہو ۔

کامیابی کے جوہر کی نگہداشت

جب تک ہمارے اندر یہ جذبہ کار فرما رہیگا کہ ہم اپنی انفرادی اور قومی روحانیت کو نہ گرنے دیں ۔ اور اپنے جوہر کو ایسے طور پر اپنے جانشینوں تک پہنچا دیں کہ وہ ہم سے زیادہ خدمت دین میں کوشاں نظر آویں ۔ اُس وقت تک ہمیں کسی نقصان کا احتمال نہیں ۔ مگر آج موجودہ وقت میں جو دنیا کے حالات نے پلٹا کھایا ہے اور ہمیں ایک تھوڑی سی تعداد میں یہاں بسایا ہوا چھوڑ دیا ہے ۔ یہ ہمارے لئے عبرت کا مقام تھا کہ ہم اپنے دلوں سے دنیا کی طوفی نکال کر جو بھاری ذمہ داری ہم پر عائد ہو گئی ہے اُسکے لئے تیار ہو جاتے ۔ وہ ذمہ داری یہی ہے کہ نہ صرف ہندوستان کو بلکہ ساری دنیا کو حلقہ بگوش احمدیت کریں ۔ یہ کام ہمارے اندر بہت بڑی تبدیلی چاہتا ہے اور جب تک وہ تبدیلی ہم اپنے اندر پیدا نہ کرینگے ہمارے کام میں صحیح قبولیت یا پوری قبولیت پیدا نہ ہو گی ۔ ہم جس قدر بھی آج ہندوستان میں موجود ہیں اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے صحیح جذبہ سے کام کریں ۔ تو ہماری کامیابی بفضلہ قدموں پر ہے ۔

ذمہ داری کی تقسیم

آج ہماری ذمہ داری دوسری نوعیت اختیار کر گئی ہے ۔ اب خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ آج سے کچھ عرصہ قبل جو ملک ہندوستان کہلاتا تھا اُسکے احمدیوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اُنکی دینی جدوجہد کا مقابلہ کرائے پس اے میرے ہندوستان کے احمدی بھائیو ! غمگین ہونیکا مقام نہیں بلکہ کمرہمت باندھنے کی ضرورت ہے تاکہ جلد ہم اپنی جماعت کی تعلیمی و تربیتی کمزوریوں کی اصلاح کر کے اپنے مولیٰ سے استمداد طلب کرتے ہوئے ۔ اپنے فریضہ کو دیانتداری سے سرانجام دینے میں مشغول ہو جائیں ۔ اے خدا تو مجھے اور میرے

افکار و آراء

ملاحظات!

پاکستان میں کیا ہو رہا ہے؟

مندرجہ بالا عنوان کے تحت ماہنامہ رسالہ نگار لکھنؤ ماہ اگست ۱۹۵۲ء میں ایک اہم مضمون احرار کی احمدیہ جماعت کے متعلق موجودہ شورش کے بارہ میں شائع ہوا ہے جس کو ہم شکریہ سے قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے درج ذیل کرتے ہیں۔ مضمون کی بعض جزئیات سے ہمیں اختلاف ہو سکتا ہے (ایڈیٹر)

لاہور کی خبر ہے کہ "مجلس احرار اسلام کی ختم نبوت کمیٹی" نے تمام سیاسی، غیر سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے صدر صاحبان سے استصواب کیا ہے کہ "آیا ختم نبوت کا مسئلہ مذہبی ہے یا نہیں"۔ اور اگر ہے تو اس کا جلد از جلد انہیں اعلان کر دینا چاہیئے۔ مولانا محمد علی جالندھری ناظم مجلس احرار ان اعلانات و جوابات کو "آل پاکستان ختم نبوت کمیٹی" کے کنوینر مولانا احتشام الحق مقیم کراچی کو بھیجیں گے اور مولانا موصوف ایک آل پاکستان کنونشن منعقد کریں گے جس میں مسلم لیگ، جناح عوامی لیگ، جماعت اسلامی، آزاد پاکستان پارٹی، جمعیۃ العلماء، انجمن اہل حدیث، انجمن شیعان پاکستان وغیرہ کے نمائندوں کی شرکت کی دعوت دی جائے گی۔ چنانچہ مسلم لیگ کے صدر خواجہ ناظم الدین (وزیر اعظم پاکستان) اور جناح عوامی لیگ کے صدر مسٹر حسین شہید سہروردی کو بھی ایک سرکلر روانہ کر دیا گیا ہے اور ان سے پوچھا گیا ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو وہ مذہبی مسئلہ سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اس سے قبل ۲ جون کو کراچی کے مذہبی علماء کی کنونشن مولانا سید سلیمان ندوی کی صدارت میں یہ بات طے کر چکی تھی کہ اخیر جولائی یا آغاز اگست میں ایک کل پاکستان کانفرنس کراچی میں منعقد کی جائے اور اب ختم نبوت کا مسئلہ اسی کانفرنس میں طے کیا جائے گا۔

اس خبر کے پڑھنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو اس وقت کیوں اٹھایا گیا۔ لیکن آپ اس خبر کے ساتھ ان کے واقعات کو بھی پیش نظر رکھیں گے جو احمدی جماعت کے خلاف مسلمانوں کی یورش اور سر ظفر اللہ خاں سے مطالبۂ استعفیٰ سے تعلق رکھتے ہیں تو آسانی سے سمجھ میں آ جائے گا کہ ختم نبوت کمیٹی کے قیام کا کیا مقصد ہے کیونکہ مسلمانوں میں یہی ایک جماعت ایسی ہے جو ختم نبوت کی قائل نہیں۔ مجلس احرار تقسیم ہند سے قبل دو مقاصد لے کر اٹھی تھی۔

ایک بہ حمایت کانگرس، تقسیم ہند اور قیام پاکستان کی مخالفت، دوسرا احمدی جماعت کا استیصال۔ پہلے مقصد میں تو وہ کامیاب نہ ہوئی اور پاکستان کی اطاعت و انقیاد کے لئے اسے مجبور ہونا پڑا۔ لیکن دوسرے مقصد سے ہٹانے والی اسے کوئی چیز نہ تھی، اسلئے اب وہ اپنی ساری قوت اس پر صرف کر رہی ہے۔ اور "ختم نبوت کمیٹی" کے قیام کا مقصد صرف یہ ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ پر پاکستان کی تمام مسلم جماعتوں کو متفق کر کے دستور میں احمدیوں کو غیر مسلم جماعت قرار دینے پر زور دیا جائے اور اقلیت والی قوموں کی صف میں اسے جگہ دی جائے۔

"ختم نبوت" کا مسئلہ مذہبی حیثیت سے اتنا متنازع فیہ مسئلہ نہیں ہے کہ اس کے طے کرنے کے لئے مجلس احرار کو ایک مستقل کمیٹی اور کنونشن طلب کرنے کی ضرورت ہوتی۔ خاتِم النبیین اور خاتَم النبیین کی بحث چھیڑ کر اور "لکل قوم ھاد" قسم کی آیتوں سے استناد کر کے اس بحث میں اختلافی زاویہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن جمہور کا عقیدہ یہی ہے کہ رسول اللہ پر نبوت ختم ہو گئی۔ اس لئے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی مزید تصدیق و توثیق کے لئے مجلس احرار کو کیوں اس قدر اہتمام کی ضرورت ہوئی۔

ظاہر ہے کہ مجلس احرار کا مقصود اس سے وہی ہے جو پہلے عرض کیا گیا، یعنی اس کی یہ تحریک بالکل سیاسی قسم کی چیز ہے جو مذہب کے پردہ میں سامنے لائی جا رہی ہے۔

احمدی جماعت اس میں شک نہیں جمہوری نقطۂ نگاہ سے بڑی uncompromising جماعت ہے۔ اور عامۃ المسلمین کے ساتھ مل کر کام کرنے کی روح نہیں پائی جاتی، لیکن صرف اس دلیل پر کہ وہ ختم نبوت کی قائل نہیں ہے اسے مسلم کمیونٹی سے علیحدہ کر دینا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلم جماعت کا فرد ہے اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسے مسلم قوم سے خارج کر دے۔ کلمۂ شہادت میں جو عقیدۂ اسلام کی اساسی چیز ہے صرف خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کا اقرار ضروری ہے۔ رسول کو خاتم النبیین سمجھنے کی شرط اس میں نہیں پائی جاتی۔ اور اگر احمدی اس کلمۂ شہادت کا پڑھنے والا ہے تو وہ یقیناً مسلم جماعت کا ایک فرد ہے۔ اور اسے غیر مسلم قرار دینا اسلام کی حیثیت اجتماعی کو نقصان پہنچانا ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ منجملہ ان مسائل کے ہے جن پر اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ اور ہر فریق اپنی موافقت میں قرآن و حدیث سے استدلال کر سکتا ہے۔ اس لئے یہ اختلاف محض رائے، قیاس یا زیادہ سے زیادہ اجتہاد کا اختلاف ہے۔ اور اس کا تعلق اسلام کے اس اساسی عقیدہ سے بالکل نہیں ہے جو عقائد کے فروعی اختلافات رکھنے والوں کو ایک ہی حبل متین، ایک ہی شیرازہ سے وابستہ کئے ہوئے ہیں۔

اگر آج ختم نبوت کے مسئلہ میں احمدی جماعت کو اسلام سے خارج کیا جا سکتا ہے تو کل کو امامت و خلافت کے مسئلہ میں شیعوں کو، تقلید و عدم تقلید کے اختلاف میں، وہابی کو بھی غیر مسلم قرار دیا جا سکتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر معراج کو معراج روحانی ماننے والا، دوزخ و جنت کو غیر مادی چیز تسلیم کرنے والا، فرشتوں کو قوائے مدبرۂ عالم سمجھنے والا اور حشر اجساد کا منکر بھی اسلام سے خارج کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ مسلم جماعت صرف انہیں چند نفوس قدسیہ میں محدود ہو کر رہ جائے گی جنہوں نے یہ پیشہ "کافر گری" اختیار کیا ہے۔ اس سلسلہ میں عجیب ترلطیفہ یہ ہے۔ کہ "ختم نبوت کمیٹی" نے صرف مذہبی اداروں ہی سے ہی نہیں بلکہ سیاسی اداروں سے استصواب کیا ہے۔ ہم کو نہیں معلوم کہ ان اداروں کا کیا ارادہ ہے۔ لیکن اگر انہوں نے بھی غلطی سے اس میں حصہ لیا تو مسئلہ کی پیچیدگی بہت بڑھ جائے گی۔ اول تو سیاسی جماعتوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ مسائل مذہبی میں رائے زنی کریں اور اگر انہوں نے اظہار رائے کیا تو مخالفت و موافقت دونوں صورتوں میں ان کی اجتماعیت و مرکزیت خطرہ میں پڑ جائے گی اور اس کا اثر حکومت پاکستان کے بین الاقوامی اقتدار پر بہت خراب پڑے گا۔

سیاسی اداروں میں وہاں سب سے زیادہ اہمیت مسلم لیگ کو حاصل ہے جس کے صدر خواجہ ناظم الدین صاحب ہیں۔ اور چونکہ وہ اس وقت پاکستان کے وزیر اعظم بھی ہیں اس لئے ان کی پوزیشن بہت نازک ہے۔ ذاتی حیثیت سے اگر وہ ختم نبوت کے قائل ہوں تو بھی ایک طرف مسلم لیگ کے صدر ہونے کی حیثیت سے انہیں کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں اور دوسری طرف وزیر اعظم ہونے کی حیثیت سے ان کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس قسم کی تحریکات کو جو اسلام کی اجتماعیت کو خطرہ میں ڈالنے والی ہیں سختی سے روکیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جس وقت مذہبی علماء کی آل پاکستان کنونشن میں یہ مسئلہ سامنے آئے گا تو اس امر پر غالباً سب کا اتفاق ہو جائے گا کہ "ختم نبوت" کا مسئلہ نہایت اہم مذہبی مسئلہ ہے۔ لیکن اس پر یقیناً اختلاف ہو گا کہ ختم نبوت کے منکر کو مسلمان قرار دیا جائے یا نہیں۔ اور یقینی ہے کہ مجلس احرار اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو گی۔ لیکن اگر قسمتی سے اس نے تمام مذہبی و سیاسی اداروں کی ہمدردی و اعانت حاصل کر لی۔ اور حکومت اس سے متاثر ہو گئی تو یہ فتنہ اسی جگہ ختم نہ ہو جائے گا بلکہ اور آگے بڑھے گا۔ یہاں تک کہ حکومت اور اس کا سارا انتظام متزلزل ہو جائے گا۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ پاکستان جو ہنوز تعمیری دور سے گذر رہا ہے اور جسے اپنے مستقبل کے استحکام کے لئے اپنی ملک میں انتہائی اتحاد و یکجہتی کی ضرورت ہے۔ وہاں مذہبی جماعتوں کی طرف سے افتراق و انتشار کی کوشش کو گوارا کیا جا رہا ہے۔ اور حکومت کوئی ایسا مؤثر قدم نہیں اٹھا سکتی جو اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دے۔

درخواستہائے دعا

۱۔ جماعت احمدیہ راولپنڈی اسرار محمد والد نواز محمد پر بعض مقدمات عرصہ دراز سے دائر ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت پریشانی ہے۔ نیز میری خوشدامن ایک سال سے بیمار ہے تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (عبد المجید درویش نام آبادی قادیان)

۲۔ میرا لڑکا عزیز عبد الغفور بعارضہ میعادی بخار بیمار ہے۔ اور میری ہمشیرہ بھی کافی عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہے۔ ہر دو کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے تمام بزرگان و درویشان کرام سے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔

(عبد الستار شاہد صالح نگر)

۳۔ میاں مولا بخش صاحب باورچی امرتسر میں زیر علاج ہیں۔ موتیا کا اپریشن ہو چکا ہے کافی شفایابی کے لئے دعا فرمائیں (افسوس گذشتہ پرچہ میں ان کے نام کے ساتھ غلطی سے صحابی لکھا گیا تھا)

۴۔ میرے ساتھ اپنے محکمہ میں نہایت ہی بے انصافی کا برتاؤ کیا گیا ہے۔ افسران بالا اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں یونین میرے لئے لڑ رہی ہے۔ احباب جماعت سے ... [illegible] دردمندانہ درخواست ہے ... [illegible]

ایک چمکتا ہوا عظیم الشان نشان
"ہماری فتح ہمارا غلبہ"

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ شروع سے اب تک چاروں طرف احمدیت کو کچلنے کے لئے مختلف رنگوں میں پورا پورا زور لگایا جا رہا ہے۔ آج کل خاص طور پر ختم نبوت کے نام پر احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر نیچا دکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے حالانکہ احمدیہ جماعت حقیقی اسلام کی پابند اور اس پر کاربند اور اس کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ جس نے اسکی دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اور کسی دوسری اسلامی جماعت کو خواہ وہ کتنا ہی بلند کرتی ہو اور اپنے بلند بانگ دعاوی سے آسمان سر پر اٹھا رہی ہے اس کام کی توفیق نہیں ملی۔ اگر توفیق ملی ہے تو یہ جو سچے اور حقیقی مسلمان ہیں اور اسلام کی چار دیواری میں رات دن ہمہ تن مصروف اور اپنے جان و مال۔ عزت اور آرام کو قربان کر کے اپنے بے نظیر عملی نمونے سے وہ اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلا رہے ہیں ان کو اقلیت قرار دے کر غیر مسلم ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ اپنے بھائی بندوں کے متعلق بھی ان کو اسلام سے خارج قرار دے کر کفر کے فتوے صادر کئے جا چکے ہیں۔ حالانکہ اب وقت تھا کہ وہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا راز اسی میں مضمر ہے۔ اور اظہار الاسلام علی الادیان کلھا اسی پر موقوف ہے۔ مگر بجائے اس کے وہ اسلام کی نمائندہ جماعت کے کاموں میں روڑے اٹکا رہے ہیں اور اسے ناکام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ اسلام کے لئے بطور ریڑھ کی ہڈی کے ہے تو کسی کا کیا حق ہے کہ وہ اسے غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کو شرذمۃ قلیلون کہہ کر دبانے کی کوشش کی تھی۔ مگر ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور اپنے آپ کو تباہ کر بیٹھا اور دنیا کے لئے عبرت کا باعث بنا۔ کفار مکہ نے بھی یہ کہا تھا۔ نحن جمیع منتصر کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں جو غالب آجائیں گے۔ کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہماری طاقت کے آگے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ ہمارے مسلمانوں کا ایک گروہ بھی آج کفار مکہ کی اقتداء کر رہا ہے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم کو پس پشت ڈال رہا ہے۔ مگر اسے کیا معلوم کہ اقلیت والی جماعت جسے آج شرذمۃ قلیلون سمجھا جاتا ہے ایک دن ساری دنیا پر غالب آنے والی ہے۔ اور ساری دنیا اس مٹھی بھر سی جماعت کے ہاتھ پر روحانی طور پر فتح ہونے والی ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ قادیان ہمیں واپس ملیگا۔ اور ہماری فتح اور ہمارا غلبہ ہوگا تو ہندوستان کے لوگ بھی یہ سنکر چونک پڑتے ہیں اور ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ لوگوں کا تو یہ دعویٰ ہے کہ ہم حکومت وقت کے وفادار ہیں پھر یہ فتح کے خواب کیسے؟ تو ہم انہیں یہی جواب دیتے ہیں کہ ہماری فتح دلوں کی فتح ہے نہ کہ جسموں کی اور اصل فتح دلوں کی ہوتی ہے نہ کہ جسموں کی۔ چنانچہ ایک ہندو دوست نے مجھ سے یہی سوال کیا اور پھر میرا یہ جواب سن کر مسکرانے لگا۔ ہمارے اس جواب پر لوگوں کو طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں یا وہ تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے۔ کہ ہماری فتح اور ہمارا غلبہ مقدر ہو چکا ہے۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ اگر کوئی اسے ماننے کے لئے تیار نہ ہو تو میں اس کی توجہ ۱۹۴۷ء کے واقعہ کی طرف پھرانا چاہتا ہوں جبکہ فسادات کے نتیجہ میں باقی سارا قادیان احمدیوں سے جن کی یہاں اکثریت تھی خالی ہو گیا۔ اور صرف ۳۱۳ کے قریب احمدی انتہائی مصائب و مشکلات اور موت کے چنگل میں باقی رہ گئے۔ لوگوں نے بائیکاٹ بھی کیا۔ اور پورا زور لگایا کہ یہ بچے کھچے کمزور احمدی یہاں رہنے نہ پائیں اور کسی طرح انہیں مجبور اور تنگ کر کے یہاں سے نکال دیا جائے۔ مگر انہیں ان کے اس مقصد میں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اور کئی ہیں جو ہمیں اسی وجہ سے اب بھی نہایت حیرت و حسرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ شرذمۃ قلیل جو کمزور و بے کس اور بے یار و مددگار اور دوسروں کے رحم پر تھا یہاں رہنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ہے ہمارا غلبہ یہ ہے ہماری فتح۔ یہ فتح ہمیں کس طرح حاصل ہوئی۔ اور یہ غلبہ ہمیں کس طرح اور کہاں سے مل گیا۔ اس کا جواب اگر لینا ہو تو حضرت رامچندر اور حضرت کرشن جی کے حالات میں ملے گا۔ اس کا جواب آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل والے اس کلام الٰہی میں نظر آئے گا۔ جو قرآن کریم میں پایا جاتا ہے اور پھر اس کا جواب حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الہامات میں ملتا ہے۔ جو آج سے چالیس پچاس برس پہلے آپ پر نازل ہوئے تھے۔ اور جو اول اخباروں، رسالوں اور پھر کتابوں کی صورت میں چھاپ کر دنیا کے دور دراز حصوں تک پہنچا کر انہیں شائع کر دیا گیا تھا کہ وہ انہیں مختلف وقتوں میں محفوظ رکھیں کہ یہ باتیں ایک دن وقوع میں آنے والی اور پوری ہونے والی ہیں۔ یہ فتح اور غلبہ اس خدائی ذریعہ کے ذریعہ سے حاصل ہوا۔ جس کی وجہ سے سب رشی منی، نبی اور رسول اپنے مخالفین پر غالب آتے رہے ہیں۔ قرآن کریم خدا کا کلام ہے وہ ہمیں بتاتا ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین (بقرہ ع ۳۳) کتنی چھوٹی چھوٹی (انبیاء کی) جماعتیں ہوئی ہیں جو اللہ کے اذن سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آگئی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں اور دشمن کی طرف سے آنے والے مصائب کو جھیلنے والوں، استقامت دکھانے والوں اور مستقل مزاج لوگوں کے ساتھ ہے اس میں چھوٹی جماعتوں پر غالب آنے کا یہ راز بیان کیا گیا ہے کہ وہ مستقل مزاج ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت و تائید ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ مکہ کے لوگ ہر طرح طاقتور اور غالب تھے مگر رسول اللہ صلعم اور ان کے ماننے والے ہر طرح کمزور اور مغلوب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح و غلبہ کی پیشگوئی نہایت پُر حکمت طریق سے بیان کر دی کہ اس کے لئے بنی اسرائیل کا ایک گذشتہ واقعہ بیان کر دیا۔ جس میں ۳۱۳ افراد کو ان کے مخالفین پر اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا تھا۔ ہجرت کے ایک سال بعد بدر کے مقام پر جبکہ آپ کے ساتھ ۳۱۳ اصحاب تھے ایک ہزار مخالفین پر نمایاں فتح دی۔ اور اس طرح اس فتح کو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل میں فرق کرنے کا ذریعہ بنا دیا۔ کیونکہ اس قسم کی فتوحات سوائے نبیوں کی جماعتوں کے دوسروں کے لئے ظاہر نہیں ہوتیں نبیوں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے خاص نشان دکھاتا رہا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اول بطور پیشگوئی قرآن کریم میں قبل از وقت ان الفاظ میں فرمایا کہ سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ مخالفین کا لشکر شکست کھائے گا۔ اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گا۔ اور پھر اس کے پورا ہونے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا۔ ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ۔ کہ اس شرذمۃ قلیل کو اللہ نے فتح دی جبکہ وہ مخالفین کے مقابلہ میں اقلیت میں تھے۔ لوگ خلاف واقعہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا گو وہ اس کی کوئی مثال نہیں دے سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے بس اعتراض کے جواب کے لئے قرآن میں مندرج جوابات کے علاوہ اب اس کا عملاً قلع قمع کرنے کیلئے اس نشان کے دوبارہ دکھانے کا ارادہ فرمایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی دوبارہ یہی الہام کیا کہ ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ کہ اگرچہ تم کمزور اور اقلیت میں ہو گے مگر خدا اپنے اس چودھویں کے بدر کے ذریعہ سے اقلیت کو اکثریت پر غالب کریگا چنانچہ یہ خبر و پیشگوئی حضرت صاحب کی وفات کے ۴۰ سال بعد قادیان میں ۱۹۴۷ء میں پھر پوری ہوتے ہوئے غیر مسلموں نے دیکھی اور اب تک اس زندہ نشان کو دیکھ رہے ہیں۔ اور "میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا" کی پیشگوئی کے ساتھ پوری ہو کر آپ کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ٹھہر گئی۔ کیا ہندوستان پاکستان۔ افغانستان۔ ایران۔ توران۔ یونان و جاپان۔ انگلستان اور کیا روس امریکہ اور افریقہ۔ کیا یورپ اور ایشیا اور مشرق و مغرب اور دنیا کی ہفت اقلیم خلوص و صدق دل سے ایمان لا کر احمدیت کی آغوش میں آجائیں گے۔ اور خدا کی بات اپنی شان کے ساتھ پوری ہوگی۔ اور سب دنیا کے لوگ ایک ہی مذہب میں ایک ہی زندہ رسول کے ذریعہ ایک ہی مرکز پر جمع ہو کر بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے دوش بدوش خدائے واحد کی پرستش کے سامنے صف بستہ ہوں گے۔ یہی وہ حقیقی فتح اور یہی وہ حقیقی غلبہ ہے۔ جس کے لئے ہم چشم براہ ہیں۔ اور جس کے آثار ظاہر ہوتے نہ صرف ہم دیکھ رہے ہیں۔ بلکہ مخالفین انہیں دیکھ کر سخت گھبرا رہے اور جماعت کے خلاف ناجائز ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ نہ ان کے پہلے بھائی کامیاب ہوئے نہ وہ کامیاب ہونگے احمدیت ہی غالب ہو کر رہے گی۔ کیونکہ وہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ جس کی حفاظت اور پرورش وہ خود کر رہا ہے۔ وہی اسے پروان چڑھائے گا وہ پھیلے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت ان کے ساتھ ہے۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

ست بچن

مرسلہ مکرم میرزا برکت علی صاحب سابق امیر جماعتہائے ایران و عراق

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الف الف سلام کے فارسی اشعار "ست بچن" مطبوعہ ۱۸۹۵ء برائے اشاعت ارسالِ خدمت ہیں۔ ان اشعار کا ترجمہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہوا ہے۔

(۱) جان فدائے آنکہ اُو جاں آفرید
دل نثارِ آنکہ زو شد دل پدید

جان اس پر قربان ہے۔ جس نے اس جان کو پیدا کیا دل اُس پر نثار ہے۔ جس نے دل کو بنایا۔

(۲) جاں ازو پیداست زیں مے جویدش
ربنا اللہ۔ ربنا اللہ گویدش

جان چونکہ اُس کی مخلوق ہے اس لئے اسے ڈھونڈھتی ہے اور کہتی ہے کہ تو ہی میرا رب ہے تو ہی میرا رب ہے

(۳) گر وجودِ جاں نبودے زو عیاں
کے خدے مہر جانش نقش جاں

اگر جان کا وجود اس کی طرف سے ظاہر نہ ہوتا تو اس کے حسن کی محبت جان پر کس طرح نقش ہوتی

(۴) جسم و جاں را کرد پیدا آں یگاں
زیں دود دل سوئے اوچوں عاشقاں

جسم اور جان کو اسی یکتا نے پیدا کیا ہے۔ اس لئے عاشقوں کی طرح اسکی طرف دوڑتا ہے

(۵) او نمک پاشیدہ اندر جانِ ما
جانِ جانِ ماست آں جانانِ ما

چونکہ اُس نے ہماری روحوں پر محبت کا نمک چھڑکا ہے۔ اس لئے وہ ہمارا معشوق ہماری جان کی جان ہے۔

(۶) ہر وجودے نقش ہستی زو گرفت
جانِ عاشق رنگِ ہستی زو گرفت

ہر وجود نے اُس سے اپنی ہستی کا نقش حاصل کیا ہے۔ اور عاشق کی جان نے بھی ہستی کا رنگ اُس سے لیا ہے۔

(۷) ہر کہ نزدش خود بخود جانے بود
او نہ دانا سخت نادانے بود

جس شخص کے نزدیک روح خود بخود پیدا ہو گئی ہے۔ وہ شخص دانا نہیں بلکہ سخت بے وقوف ہے۔

(۸) گر وجود دست ما نہ زاں رحماں بُدے
جانِ ما با جان او یکساں بُدے

اگر ہمارا وجود اس رحمان کی مخلوق نہ ہوتا تو ہماری جان اور اس کی جان ایک جیسی ہوتی۔

(۹) آنکہ جانِ ما بجانش ہمسر است
جائے ننگ و عار نے پرمیشر است

وہ جس کی جان سے ہماری جان برابر ہو۔ وہ پرمیشر نہیں۔ بلکہ قابلِ شرم (معبود) ہے

(۱۰) سر مفہوم خدائی قدرت است
منکرِ آں لائقِ صد لعنت است

خدا شناسی کا بھید اُس کی قدرت میں ہے۔ قدرت کا منکر سینکڑوں لعنتوں کا مستحق ہے۔

(۱۱) گر ندانی صدق ایں گفتار را
ہم ز نانک بشنو ایں اسرار را

اگر تو اسباب کو سمجھا نہیں جانتا۔ تو نانک سے ہی یہ راز کی باتیں سن لے!!

(۱۲) گفت ہر نورے ز نورِ حق بتافت
ہر وجودے نقش خود زاں ست یافت

اُس نے کہا کہ ہر نور خدا کے نور سے چمکا ہے اور ہر وجود نے اُسی کے ہاتھ سے اپنا نقش حاصل کیا ہے۔

(۱۳) وید مے گوید کہ ہر جاں چوں خدا ست
خود بخود نے کردۂ رب الوریٰ ست

وید کہتا ہے کہ ہر روح خدا کی طرح ہے اور آپ ہی آپ ہے۔ نہ کہ رب العالمین کی طرف سے۔

(۱۴) لیک ایں مردِ خدا اہلِ صفا
آنکہ کرد از کذب تو بے راہا

لیکن یہ مردِ خدا اور اہلِ صفا انسان جس نے ایک قوم کو جھوٹ سے آزاد کیا

(۱۵) گفت ہر جانے ز دستش شد پدید
قادر است او جسم و جاں را آفرید

فرماتا ہے کہ جان خدا کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ قادر ہے۔ اُس نے جسم اور جان کو پیدا کیا ہے۔

(۱۶) ننگرش در گفتۂ ایں عارفاں
او چہ نالے بہر وید آریاں!

تو بھی ان عارفوں کی باتوں پر غور کر آریوں کے وید کے لئے کیوں روتا پھرتا ہے۔

(۱۷) بود نانک عارف و مردِ خدا
رازہائے معرفت را راہ کُشا

نانک ایک عارف اور با خدا مرد تھا۔ اور معرفت کے بھید وں کو کھولنے والا۔

(۱۸) ایں نصیحت گر ز نانک بشنوی
در دو عالم از شقاوت وا رہی

اگر تو نانک کی اس نصیحت کو سن لے۔ تو دونوں جہان میں بدبختی سے بچ جائے۔

(۱۹) او نہ از خود گفت ایں گفتار را
گوش او بشنید ایں اسرار را

اُس نے اپنے پاس سے یہ بات نہیں کہی بلکہ اُس کے کانوں (خدا کی طرف سے) اس راز کو سنا ہے۔

(۲۰) اے برادر ہم تو سوئے او بیا
دل چہ بندی در جہانِ بے وفا

اے بھائی تو بھی اس کی طرف آ۔ اس بے وفا دنیا سے کیا دل لگاتا ہے۔

قادیان کی فیوض وبرکات کے حاصل کرنیکا زریں موقعہ

احباب کرام! اس وقت احمدیت کا دائمی مرکز جس کو خدا تعالےٰ نے ہر قسم کی برکات وانوار سے نوازا ہے۔ اور جو موجودہ زمانہ کے مامور ومرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولد اور مسکن اور مدفن ہے۔ اور نور اسلام کو پھیلانے کا منبع اور معدنہ ہے۔ اس میں موجودہ وقت میں مخصوص حالات کے پیش نظر رہائش اختیار کر کے خدمت سلسلہ کا زریں موقعہ ہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ سے احمدیت کے فدائی اس مقدس مقام کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ لیکن ان کو یہ موقعہ میسر نہیں آتا۔ ہندوستانی احمدیوں پر خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ ان کے لئے موجودہ حالات میں مرکز احمدیت میں رہنے اور اس میں خدمات سلسلہ سرانجام دینے کے لئے سہولت اور موقعہ میسر ہے۔

پس احباب میں سے جو وقف کر کے قادیان آسکیں وہ وقف کر کے آجائیں۔ اور جو بغیر وقف کے خدمت سلسلہ کے لئے تشریف لاسکیں وہ اسی طرح آئیں۔ مڈل پاس۔ میٹرک پاس نوجوانوں اور پنشنر احباب سے خاص طور پر مرکز میں آنے کی درخواست کی جاتی ہے تفصیلی معلومات کے لئے نظارت امور عامہ قادیان سے خط وکتابت فرمائیں۔

خدا تعالےٰ آپ کو اس زریں موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

"بدر" کی ایجنسیاں

۱۔ ملک محمد اکبر علی صاحب مکتبہ تحریک جدید لاہور
۲۔ خالد لطیف صاحب معرفت میڈیو الیکٹرک ہاؤس فورٹ منشی خرید روڈ کراچی ۳
۳۔ عبد الرحمان خاں صاحب پاکستان میڈیکل سٹور طوغی روڈ کوئٹہ
۴۔ ملک سعادت احمد صاحب ریڈیو الیکٹرک ہاؤس پشاور صدر
۵۔ شیخ فضل داد صاحب ایجنٹ اخبارات بھورے والی قلی لائپور
۶۔ عبد الحکیم صاحب احمدی ایجنٹ اخبارات ریل بازار اوکاڑہ

رپورٹ جلسہ یوم تحریک جدید جماعت احمدیہ بھاگلپور (اڑیسہ)

مورخہ ۶ر اکتوبر۔ بعد نماز مغرب زیر صدارت محمد فرقان صاحب جلسہ یوم تحریک جدید منایا گیا۔ مکرم عبد الرحمٰن صاحب سیکرٹری تبلیغ کی مختصر تقریر کے بعد خاکسار نے تفصیل سے تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے مالی جہاد میں حصہ لینے کی فوقیت ظاہر کی۔ اور وعدوں کی جلد ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ بعد ہٗ صدر صاحب نے بھی اس امر کی تاکید کی۔

جلسہ کے دوسرے ہی دن لجنہ اماء اللہ کی ایک ممبر نے خاکسار سے روتے ہوئے بتایا کہ میں انشاء اللہ دو ایک دن کے اندر اپنا اور اپنے خاوند کا وعدہ پورا کر دینے کے لئے ضرور کوشش کروں گی۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ سید بشیر الدین احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ جماعت احمدیہ بھاگلپور (اڑیسہ)

سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ خاتم النبیین

از ملفوظات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود

۱
زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے | کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا | سب سے بڑھ کر مقام احمدؐ ہے

۲
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا | نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر | لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے | اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
وہ یارِ لامکانی ۔ وہ دلبرِ نہانی | دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے | وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے (در ثمین)

۳
وا صبانی النبی بحسن وجہہ | اری قلبی لہ کالمستہام
اور میرا دل نبی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف کھینچ لیا | میں اپنے دل کو اس کے لئے سرگشتہ دیکھتا ہوں
وذکر المصطفیٰ روح لقلبی | وصار لمھجتی مثل الطعام
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میرے دل کیلئے آرام ہے | اور میری جان کے لئے مثل طعام کے ہے

(نور الحق حصہ ثانی صفحہ ۵۹ و ۶۰ ۱۸۹۴ء)

۴
لا شک ان محمداً خیر الوریٰ | رَیقُ الکرامِ نخبۃُ الاعیانِ
کچھ شک نہیں ہیں مصطفےٰ خیر الوریٰ | خیر الرسل اور سید ہر دو سرا
واللہ ان محمداً کردافۃ | وبہ الوصول بسدۃ السلطان
واللہ احمد ہیں وہ سچے رہنما | جن کے وسیلہ سے ہی ملتا ہے خدا
وفی مھجتی نور وجیش الاحامد | سلالۃ انوار الکریم محمداً
میرے دل میں ہے اک جوش مدح محمدی | خلاصہ ہے نوروں کے محمد مصطفےٰ
کریم السجایا اکمل العلم والنہی | شفیع البرایا منبع الفضل والھدیٰ
صفات ان کے اعلیٰ علم میں عقل میں کمال | شفیع خلائق چشمہ فضل و ابتداء

۵
جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است | خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش | در ہر مکان ندائے جمال محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم | یک قطرۂ زبحر کمال محمدؐ است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدی است | وایں آب من ز آب زلال محمدؐ است

(آئینہ کمالات اسلام مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ)

۶
بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم | گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پود من بسراید بہ عشق او | از خود تہی و از غم آں دلستاں پُرم
من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب | ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم
جانم فدا شود بہ رہِ دینِ مصطفےٰ | ایں است کام دل اگر آید میسرم

(از ازالہ اوہام مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ)

احسان محمدیؐ :۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ اور انسان کامل تھا۔ اور کامل نبی تھا۔ اور کامل برکتوں کے

ساتھ آیا جس سے روحانی بعثت و حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے۔ جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح ابن مریم اور ملاکیؔ اور یحییٰ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہ تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللھم صلّ وسلم وبارک علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ (اتمام الحجۃ ۱۳۱۱ھ ۲۵ مئی ۱۹۰۲ء)

تمام آدم زادوں کیلئے مسیح موعودؑ نے بشارت دی کہ سچی محبت

اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم | اس ماہ و جلال کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس

پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں ہے جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے (کشتی نوح مصنفہ حضرت مسیح موعود ۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

شانِ محمد صلعم :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بات یہ ہے کہ جو دوسرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیمؑ بھی اور یوسفؑ بھی اور یعقوبؑ بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہٗ اشارہ فرماتا ہے فبھداھم اقتدہ یعنی اے رسول اللہ تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کرلے جو ہر ایک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمدؐ کا نام (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمدؐ کے معنی یہ ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۳)

نورِ محمد صلعم :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

ایک نور ہے اس لئے نور نے نور کو قبول کر لیا وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنے انسان کامل کو۔ وہ ملائکہ میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں بھی نہ تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم و اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰)

محمدی نام اور محمدی کام :۔ غرض جہاں تک غور کرتے جاؤ یہ پتہ ملے گا کہ کوئی نبی اس ہمارے نام کا مستحق نہ تھا۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی کا زمانہ آگیا وہ ایک خارستان تھا جس میں نبی کریم صلعم نے قدم رکھا اور ظلمت کی انتہاء ہو چکی تھی۔ میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گذر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ ہرگز نہ کر سکتے ان میں وہ دل اور قوت نہ تھی جو ہمارے نبی کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کریگا میں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریم صلعم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا جو نہ الگ الگ نہ مل ملا کر کسی سے ہو سکتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اتباع نبوی صلعم کے برکات :۔ میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے جو سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنے دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک صفا اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے۔ (صفحہ ۲۲)

شعائر اللہ کی خدمت اور حفاظت کی سعادت ہر احمدی حاصل کر سکتا ہے

ہمارا فرض ہے کہ ہم قادیان میں رہنے والوں کی دلجمعی کی پوری کوشش کریں

ارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ از خطبہ فرمودہ ۲۹ر اگست

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے تحریک درویش فنڈ کا اجراء کرتے ہوئے جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو بالعموم اور مخیر اور صاحب ثروت احباب کو بالخصوص اس اہم تحریک میں حصہ لینے کی دعوت دی جا چکی ہے لیکن اس وقت تک بہت ہی کم احباب اس تحریک کو سمجھا۔ اور اس میں حصہ لیا ہے۔ مخلصین کے لئے تو حضرت اقدس کا یہ ارشاد ہی کافی ہے کہ:۔

"ہمارا فرض ہے کہ ہم قادیان میں رہنے والوں کی دلجوئی کی پوری کوشش کریں"۔

مرکز میں رہنے والے درویشوں کی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے روپے کی ضرورت ہے جس کا مہیا کرنا جماعت کا اولین فرض ہے۔ اس وقت تک درویشوں کا تمام بار صدر انجمن احمدیہ قادیان پر ہی پڑا ہے۔ انجمن اس بوجھ کی وجہ سے نہ صرف مقروض ہی ہو رہی ہے۔ بلکہ اگر آئندہ بھی یہ بوجھ انجمن پر ہی رہا تو سلسلہ کے دیگر اہم کاموں کی سرانجام دہی میں روکاوٹ پیدا ہو گی اور بہت سے اہم کام روپیہ کی کمی کی وجہ سے بند کرنا پڑیں گے۔ جس کو ایک فعال جماعت کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتی۔

پس تمام جماعت کا فرض ہے کہ وہ درویش فنڈ کو اس قدر مضبوط بنا دے کہ درویشوں کے گذارے کا مسئلہ مستقل طور پر حل ہو جاوے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے کہ ہر احمدی درویش فنڈ کی تحریک میں ماہوار یا یکمشت حصہ لے کر شعائر اللہ کی خدمت میں شریک ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ احباب کو اپنے پیارے امام کی اس آواز پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور وہ شعائر اللہ کی خدمت اور حفاظت کے سلسلہ میں جو فرائض جماعت پر عائد ہوتے ہیں۔ ان کو ادا کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکیں۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

وعدہ میں شاندار اضافہ

محترم حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم مخلص صحابہ میں سے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ گذشتہ اٹھارہ سال سے باقاعدہ تحریک جدید میں حصہ لے رہے ہیں۔ سال حال وعدہ مبلغ ۹۸/۱/۱ روپے آپ نے شروع سال میں ہی ادا فرما دیا تھا۔ مگر مورخہ ۵ر اکتوبر کو یوم تحریک جدید کے جلسہ میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کو سن کر اس کے احترام اور شکریہ کے طور پر قادیانی فیملی کی طرف سے سال حال کے وعدہ میں مبلغ ۱۰۱ روپے کا اضافہ لقد پیش فرمایا۔ جزاکم احسن الجزاء

نوٹ:۔ حضرت بھائی صاحب موصوف نے گذشتہ سال بھی اپنے سال کے وعدہ کی کے علاوہ ۲۰ر ستمبر یوم تحریک جدید کے دن حضور کا پیغام سن کر قادیانی فیملی کی طرف سے اسی طرح مبلغ یکصد روپیہ کا اضافہ فرمایا تھا)

اللہ تعالیٰ حضرت بھائی صاحب کی اس طوعی قربانی کو قبول فرماوے۔ اور دیگر مخلصین مجاہدین تحریک جدید کو اس نیک مثال کی تقلید کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

احمدیت کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک پوسٹ کارڈ روانہ کریں۔ سنجیدہ مزاج تحقیق حق کرنے والے احباب کو پتے لکھیں ہم ہر قسم کا لٹریچر مفت روانہ کریں گے۔

سیٹھ عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

تحریک خاص و جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

احباب جماعت پر واضح ہے کہ تحریک چندہ خاص جسے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کا شرف حاصل ہے، کے اجراء کو قریباً دو سال گذر رہے ہیں پارٹیشن کے بعد مرکز کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور آمد میں کمی کے سبب سے انجمن پر سے قرضہ کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے اس تحریک کے اجراء کی ضرورت پیش آئی تھی۔ اور اس کے لئے ضروری تھا کہ سالانہ بجٹ کے مطابق ہر جماعت نصف ماہ کی رقم اس تحریک میں دیتی۔

اگر اس مقررہ نسبت سے جماعتیں اپنے وعدے بھجواتیں۔ اور ادائیگی کی طرف فوری توجہ دی جاتی تو اس تحریک کے اجراء کی ضرورت بآحسن پوری ہو جاتی۔ مگر افسوس کہ جماعت نے اس تحریک کی اہمیت کو پوری طرح نہ سمجھتے ہوئے اس طرف بہت کم توجہ دی ہے۔ اور بجٹ والی نسبت کو بالکل ملحوظ نہ رکھتے ہوئے بہت کم وعدے موصول ہوئے ہیں اور جو وعدے وصول ہوئے ہیں ان کی ادائیگی بھی ابھی تک نصف سے زیادہ نہیں ہوئی جو ایک فعال جماعت کے مناسب حال نہیں کہی جا سکتی۔ دفتر ہذا کی طرف سے متعدد یاد دہانیوں اور متواتر تحریکات کے باوجود بھی احباب نے اس تحریک کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی۔ عنقریب ایک مکمل گوشوارہ آمد تحریک خاص حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور برائے اطلاع و دعا پیش ہونے والا ہے۔ میرے خیال میں کوئی جماعت بھی یہ پسند نہیں کرے گی۔ کہ اس کا نام نادہندہ وعدہ کنندہ اور بقایا دار جماعتوں کی لسٹ میں حضرت اقدس کے حضور پیش ہو۔ اسلئے جملہ احباب اور جماعتوں کو مکرر تحریک کی جاتی ہے کہ اپنے سو فیصدی وعدے جلد سے جلد ادا کر کے اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

احباب مطلع رہیں!

اطلاع ملی ہے کہ مختار احمد صاحب ساکن واچھیگام کشمیر اپنے آپ کو احمدی ظاہر کر کے بعض احمدیوں سے نامناسب رنگ میں معاملہ کرتے ہیں۔ احباب اس بات کا خیال رکھیں اور اگر کوئی معاملہ درپیش ہو تو جماعت کے صدر کی معرفت طے کریں۔

(ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان)

خریداران درویش سے گذارش

آپ کا چندہ ماہ اگست سے ختم ہے۔ نئے سال کے لئے مبلغ -/۵ روپے جلد ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں رسالہ درویشر آپ کی ہر قسم کی اعانت کا مستحق ہے۔ آپ اسے لائبریریوں سکولوں کالجوں اور اپنے رشتہ داروں کے نام جاری کروا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(مینیجر)